باب نمبر 2

پاکستان کا قیام

تحریکِ پاکستان 47-1940ء

(PAKISTAN MOVEMENT 1940-47)

سوال 1: تحریکِ پاکستان میں مسلم مفکرین کا کردار مختصراً بیان کریں۔

جواب: **تحریکِ پاکستان میں مسلم مفکرین کا کردار**

1857ء کی جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد مسلم مفکرین قوم کی فلاح و بہبود کے متعلق اکثر سوچتے رہتے اور قومی مسائل کے حل کے لیے مختلف تجاویز پیش کرتے رہتے۔ وہ مسلمانوں کو پُر سکون، محفوظ، باوقار ماحول اور تحفظ دینا چاہتے تھے۔ لیکن اُن کو اپنا مستقبل محفوظ نظر نہیں آ رہا تھا۔ ان حالات میں مسلم اکابرین نے قوم کو اس تباہ حالی سے نجات دلانے کا ذمہ لیا۔ سیّد جمال الدین افغانی، عبدالحلیم شرر، عبدالجبار خیری اور عبدالستار خیری (خیری برادران) مولانا محمد علی جوہر، قائداعظمؒ، علامہ محمد اقبالؒ اور چودھری رحمت علی وغیرہ نے کئی دفعہ اپنی تقاریر میں برصغیر کو تقسیم کرنے کی رائے پیش کی کہ مسلمانوں کی علیحدہ مملکت ہونی چاہیے۔ برصغیر کے مسلمانوں نے بڑے غور و فکر کے بعد پاکستان کا مطالبہ کیا تھا۔ انھوں نے یہ مطالبہ وقتی غصے یا کسی اور جذبے کے تحت نہیں کیا تھا۔

؎ غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

قراردادِ پاکستان 1940ء

Pakistan Resolution 1940

سوال 2: قراردادِ پاکستان کا پس منظر، بنیادی نکات اور ہندوؤں کا اس قرارداد کی منظوری پر ردِعمل بیان کیجیے۔

جواب: **قرارداد کی تائید و منظوری**

آل انڈیا مسلم لیگ کا ستائیسواں سالانہ اجلاس 23 مارچ 1940ء کو لاہور کے تاریخی پارک (اقبال پارک) میں قائداعظمؒ کی زیرِ صدارت منعقد ہوا۔ شیرِ بنگال اے۔ کے۔ فضل الحق نے ایک قرارداد پیش کی۔ قرارداد کی تائید بیگم محمد علی جوہر، آئی آئی چندریگر، مولانا ظفر علی خاں (پنجاب)، چودھری خلیق الزماں، قاضی محمد عیسیٰ (بلوچستان)، سر عبداللہ ہارون (سندھ)، سردار عبدالرب نشتر، اور مولانا عبدالحامد بدایونی نے کی۔ اس اجلاس کو قرارداد پاکستان

www.downloadclassnotes.com

کا نام دیا گیا۔ بعدازاں اس قرارداد کو حاضرین اجلاس نے متفقہ طور پر منظور کر لیا۔ قرارداد کی منظوری کے بعد قائداعظمؒ نے اپنے سیکرٹری سید مطلوب حسن کو کہا'' آج اگر اقبالؒ زندہ ہوتے تو وہ خوش ہوتے کہ ہم نے ان کی خواہش پوری کر دی ہے۔''

تندیِ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب!
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے

قائداعظم محمد علی جناحؒ اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے

قراردادِ پاکستان کا پس منظر

شیر بنگال اے۔ کے۔ فضل الحق

ہندوستان کئی مذاہب کی آماجگاہ تھی ہندو مذہب نے دیگر مذاہب کو اپنے اندر جذب کر لیا تھا۔ مسلمان ہندومت کے غلبے سے محفوظ رہ کر اپنا تشخص برقرار رکھنا چاہتے تھے۔ برصغیر میں ہندو جماعتیں رام راج کے قیام کا مطالبہ کر رہی تھیں۔ ہندو قوم نے اپنی پرانی تاریخی روایات کے مطابق مسلمانوں کو بھی اپنی قومیت میں جذب کرنے کی کوشش کی تو مسلمان اپنی تہذیبی اور تمدنی ورثے کی حفاظت کے لیے صف آراء ہو گئے۔ اگر برصغیر کی تقسیم نہ ہوتی تو جدید جمہوری نظام میں ہندو اکثریت کی حکومت ہوتی۔ ہندوانہ عقائد، نظریات اور رسوم و رواج سے چھٹکارا پانے کے لیے برصغیر کی تقسیم مسلمانوں کے لیے ناگزیر تھی۔

www.downloadclassnotes.com

دلوں میں جوش و ولولہ، امنگ اور نکھار تھا
ظہورؔ! جذب و شوق کا یہ موسم بہار تھا

(i) فرقہ وارانہ فسادات

برصغیر پرانگریزوں کی حکومت تھی اس کے باوجود ہندوؤں نے فرقہ وارانہ فسادات میں مسلمانوں کا بُری طرح خون بہایا۔

(ii) ہندو معاشرے میں مسلمانوں کی حیثیت

برصغیر کی تقسیم سے پہلے ہندوؤں کے ذات پات، رنگ و نسل اور چھوت چھات کے معاشرے میں مسلمانوں کو کم تر سمجھا جاتا تھا۔ ہندو مسلمانوں کو معاشرے میں مساوی معاشرتی حیثیت دینے کے لیے تیار نہ تھے۔

(iii) مسلمانوں کی ثقافت، تہذیب خطرات کا شکار

انیسویں صدی کے دوسرے نصف اور بیسویں صدی میں ہندوؤں کی شدھی اور سنگھٹن وغیرہ کی فرقہ وارانہ تحریکوں سے صاف نظر آرہا تھا کہ وہ اپنی اکثریت کے بل بوتے پر مسلمانوں کی زبان اور تہذیب و ثقافت کے آثار کو ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اگر ہندوستان کی تقسیم نہ ہوتی تو مسلمانوں کی ثقافت، تہذیب اور زبان ہمیشہ خطرات میں گھری رہتی۔

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے؟ جسے روشن خدا کرے

(iv) اسلامی مملکت کی ضرورت

برصغیر کے مسلمانوں کی خواہش تھی کہ اس خطے میں اسلام کے نام پر ایک ایسی مملکت قائم ہو جہاں مسلمان اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیاں اسلامی تعلیمات کے تقاضوں کے مطابق آزادی سے بسر کر سکیں۔

(v) مسلم مفکرین کی ملک تقسیم کرنے کی تجویز

برصغیر کے مسلم مفکرین مختلف ادوار میں ملک کی تقسیم کا اشارہ کرتے رہے۔ لیکن ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ نے مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس الہٰ آباد 1930ء کی صدارت کرتے ہوئے مسلمانوں کے لیے علیحدہ مسلم مملکت کا تصور بھرپور انداز میں پیش کیا۔

چودھری رحمت علیؒ نے ایک پمفلٹ ''NOW OR NEVER'' ''اب یا پھر کبھی نہیں'' لکھا اور لندن میں ہونے والی تیسری گول میز کانفرنس میں شرکت کرنے والے سیاستدانوں میں تقسیم کیا۔

(vi) سندھ مسلم لیگ کی قرارداد 1938ء

صوبہ سندھ کے مسلمانوں نے قیامِ پاکستان کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ سندھ مسلم لیگ نے 1938ء میں تقسیمِ ملک اور قیامِ پاکستان کے حق میں ایک قرارداد منظور کی۔

(vii) قراردادِ لاہور 1940ء

قائداعظم محمد علی جناحؒ نے 23 مارچ 1940ء کو لاہور میں قراردادِ پاکستان منظور کروا کے اسے ملی مطالبے کی شکل دی اور پھر برصغیر کے تمام مسلمان مسلم لیگ کے جھنڈے تلے ایمان، اتحاد اور تنظیم کا نصب العین لے کر جمع ہوئے اور ملک بھر کے در و دیوار ان نعروں سے گونجنے لگے۔

لے کے رہیں گے پاکستان، بٹ کے رہے گا ہندوستان

پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ

قائداعظمؒ کے خطبۂ صدارت کے اہم نکات

قائداعظمؒ نے 23 مارچ 1940ء کو مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس لاہور میں اپنے خطبۂ صدارت میں مسلمانوں کی حصولِ پاکستان کے لیے سمت کا تعین کر دیا۔ آپؒ نے قوم سے جو خطاب کیا، اس کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

(i) متحدہ ہندوستان میں مسلمانوں کے حقوق غیر محفوظ

مسلمان ایک علیحدہ قوم ہیں کیونکہ اس کے رسم و رواج، روایات، مذہب و ثقافت اور سب سے بڑھ کر اُن کا مذہب جدا ہے۔ صدیوں سے ساتھ ساتھ رہنے کے باوجود ہندو اور مسلمان اپنی اپنی جداگانہ پہچان رکھتے ہیں۔ اگر برصغیر متحدہ صورت میں آزاد ہوتا ہے تو مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت نہیں ہو سکے گی۔

(ii) مسلمانوں کا علیحدہ وطن کا مطالبہ

مسلمان علیحدہ مملکت کا مطالبہ کر رہے ہیں تو یہ غیر تاریخی نہیں سمجھا جا سکتا۔ برطانیہ سے آئرلینڈ جدا ہوا، سپین اور پرتگال علیحدہ علیحدہ مملکتیں بنیں اور چیکوسلواکیہ کا وجود بھی تقسیم کا نتیجہ بنا۔ برصغیر کا سیاسی مسئلہ قومی یا فرقہ وارانہ نہیں ہے۔ یہ بین الاقوامی مسئلہ ہے اور اسی تناظر میں اسے حل کرنا ضروری ہے۔

(iii) برطانوی ہند قائداعظمؒ کی نظر میں

برطانوی ہند ایک برصغیر ہے ملک نہیں اور نہ ہی یہ ایک قوم کا وطن ہے۔ یہاں کئی قومیں رہ رہی ہیں اور اُن کے مفادات علیحدہ علیحدہ ہیں۔

www.downloadclassnotes.com

قراردادِ پاکستان

آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں یہ قرار پایا کہ کوئی آئینی منصوبہ اس ملک میں مسلمانوں کے لیے قابلِ قبول اور قابلِ عمل نہیں ہوگا جب تک اُس میں مندرجہ ذیل بنیادی اصول وضع نہ کیے جائیں گے۔

- جغرافیائی لحاظ سے متصل وحدتوں کی نئے خطوں کی صورت میں مناسب علاقائی ردّوبدل کے ساتھ حد بندی کی جائے یعنی جن علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ مثلاً ہندوستان کے شمال مغربی اور مشرقی حصوں کے مسلم اکثریت والے علاقوں میں خودمختار مسلم ریاستوں کی تشکیل کی جائے۔
- ہندوستان کی تقسیم کے بعد ان وحدتوں اور خطوں میں اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کیا جائے۔
- ہندوستان میں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں اُن کے حقوق و مفادات کے تحفظ کا مناسب انتظام کیا جائے۔

قراردادِ پاکستان پر ردِّعمل

ہندوؤں کا ردِعمل

(i) قرارداد کے پاس ہوتے ہی ہندو راہنماؤں نے اس کے خلاف اظہارِ رائے شروع کر دیا۔ گاندھی اور ہندوؤں نے اسے ''اخلاقی برائی'' اور ''پاپ'' قرار دے کر مسترد کر دیا۔

(ii) قراردادِ لاہور کا منظور ہونا تھا کہ ہندو پریس نے آسمان سر پر اٹھا لیا۔ اس قرارداد میں کہیں پاکستان کا لفظ نہ تھا لیکن ہندو مسلمانوں کو چڑانے کے لیے اسے ''قراردادِ پاکستان'' کہنے لگے۔ مسلمانوں نے اس کا یہ نام بسروچشم قبول کر لیا۔ ہندو تقسیمِ ملک کو ایک ''مجذوب کی بڑ'' اور ''دیوانے کا خواب'' قرار دیتے تھے۔

(iii) ''ہندوستان ٹائمز'' نے لکھا: ''تاریخ نے ہندوؤں اور مسلمانوں کو ایک قوم بنایا۔ اب ایک گروہ کو مطمئن کرنے کی خاطر اس کی وحدت کو توڑنا ملکی ترقی اور امن و سکون تباہ کرنے کے برابر ہے''

برطانوی پریس کا کردار

برطانوی اخبارات ''لندن ٹائمز''، ''مانچسٹر''، ''گارڈین'' اور ''ڈیلی ہیرالڈ'' نے قرارداد کی مختصر خبر شائع کی اور اس قرارداد کو جناحؒ کا پاکستان قرار دیا۔ ''ڈیلی ٹیلی گراف'' نے اسے بالکل نظرانداز کر دیا۔ ''لندن ٹائمز'' نے اسے یہ کہہ کر مسترد کر دیا کہ اس سے انڈیا کی وحدت کا خاتمہ ہوتا ہے۔

مسلمانوں کا ردِعمل

مسلمانوں نے بڑی مسرت اور جوش و ولولے کے ساتھ اس قرارداد کا خیرمقدم کیا۔ انھیں ایک آزاد مسلم ریاست کی منزل مل چکی تھی۔ مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا ظفر احمد عثمانی اور دوسرے علماء نے اس کی

بھرپور حمایت کی۔ ہندوؤں کا خیال تھا کہ تقسیمِ ملک کی تجویز مسترد ہو جائے گی۔ لیکن برصغیر کے مسلمانوں نے اپنے مستقبل کا فیصلہ کرلیا تھا۔ صرف سات سال کے عرصے میں پاکستان حاصل کرلیا۔

کرپس مشن 1942ء

(Cripps Mission 1942)

سوال 3: کرپس مشن کی تجاویز کیا تھیں؟ اور ہندوستان کی سیاسی جماعتوں کا ان کے متعلق ردِعمل کیا تھا؟

جواب: **کرپس مشن (Cripps Mission) کا پس منظر**

قائداعظمؒ اور سٹیفورڈ کرپس

جنگِ عظیم دوم (1939ء-1945ء) کے ابتداء میں جاپانیوں کو برطانیہ کے مقابلے میں کچھ کامیابیاں حاصل ہوئیں، تو کانگریسی رہنماؤں نے انگریزوں کے خلاف اپنی تحریکوں میں اور زیادہ تیزی پیدا کردی۔ اس امید پر کہ جاپانی انگریزوں کو شکست دے کر برِصغیر کا اقتدار ان کے حوالے کردیں گے۔

کرپس مشن اور اس کی تجاویز

ان حالات میں سر سٹیفورڈ کرپس کی سرکردگی میں ایک مشن مارچ 1942ء میں ہندوستان آیا۔ برصغیر کے مسلمان اس وقت قراردادِ پاکستان کے ذریعے ایک الگ آزاد وطن کا مطالبہ کر چکے تھے۔

کرپس مشن اور اس کی تجاویز

ان حالات میں سر سٹیفورڈ کرپس کی سرکردگی میں ایک مشن مارچ 1942ء میں ہندوستان آیا۔ برصغیر کے مسلمان اس وقت قراردادِ پاکستان کے ذریعے ایک الگ آزاد وطن کا مطالبہ کر چکے تھے۔

کرپس مشن کی تجاویز مندرجہ ذیل تھیں

(i) کرپس مشن کی تجاویز کے مطابق جنگ کے بعد برصغیر کو نو آبادیات (Dominion) کا درجہ دیا جائے گا جس کا مطلب یہ ہے کہ برصغیر تاجِ برطانیہ کے ماتحت ہوگا لیکن اندرونی اور بیرونی معاملات میں برطانوی حکومت کسی نوع کی دخل اندازی نہ کرے گی۔

(ii) دفاع، امورِ خارجہ اور مواصلات سمیت تمام شعبے ہندوستانیوں کے سپرد کر دیے جائیں گے۔

(iii) آئین بنانے کے لیے آئین ساز اسمبلی منتخب کی جائے گی، جس کے انتخاب کا اختیار صوبائی قانون ساز اسمبلیوں کے ارکان کو ہوگا۔

(iv) آئین مکمل ہونے پر اسے ہر صوبے کو توثیق کے لیے بھیجا جائے گا۔ جو صوبے اسے قبول نہیں کریں گے۔ انھیں اختیار ہوگا کہ وہ مرکز سے علیحدہ ہو کر اپنی آزاد حیثیت قائم کر لیں۔

(v) سیاسی جماعتیں ان تجاویز کو مکمل طور پر منظور کریں گی یا مسترد کر دیں گی۔ ان تجاویز کی جزوی منظوری نہیں ہو سکتی۔

(vi) اقلیتوں کو تحفظ دیا جائے گا اور ان کے مذہبی، ثقافتی، نسلی اور علاقائی مفادات کا خیال رکھا جائے گا۔

سیاسی جماعتوں کا ردِّعمل

مسلم لیگ کا ردِعمل

پہلے تو قائداعظمؒ اور مسلم لیگ نے کرپس مشن کا شکریہ ادا کیا کیونکہ ان تجاویز میں ان کے اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے مطالبے کو مان لیا گیا تھا اور صوبوں کی علیحدگی کے اختیار سے قیامِ پاکستان کی راہ بھی نکل سکتی تھی۔ لیکن پھر کافی غور و خوض کے بعد مسلم لیگ نے اسے مسترد کر دیا کیونکہ

(i) ان تجاویز میں صوبوں کے حقِ خود ارادیت کو تسلیم کیا گیا تھا حالانکہ مسلم لیگ کا مطالبہ ہر قوم کے لیے حقِ خود ارادیت کا تھا۔

(ii) ان تجاویز میں جداگانہ انتخاب کی بجائے متناسب نمائندگی کی تجویز تھی۔

(iii) تجاویز میں ابہام تھا اور اس میں مسلمانوں کی علیحدہ مملکت پاکستان کے مطالبے کو واضح طور پر تسلیم نہیں کیا گیا تھا۔

کانگریس کا ردِعمل

(i) گاندھی اور اُن کی سیاسی جماعت کانگریس نے ان تجاویز کو مکمل طور پر مسترد کر دیا اور انھوں نے صوبوں کو آئین کے مسترد کرنے کے اختیار کو سخت ناپسند کیا۔ کانگریس ہندوؤں کی بااختیار حکومت چاہتی تھی لیکن ان تجاویز سے ایسا ممکن نہ تھا۔

(ii) کانگریس ہندوستان کو تقسیم سے بچانا چاہتی تھی لیکن ان تجاویز میں ہر صوبے کو مرکز سے الگ کرنے کا موقع دیا گیا تھا۔

اک فائدۂ موہوم پہ تھی ہندو کی عداوت
دیکھے تو کوئی، مسلم کے خلاف، اس کا تعصب

www.downloadclassnotes.com

جناحؒ ۔ گاندھی مذاکرات 1944ء

(Jinnah-Gandhi Talks - 1944)

سوال 4: جناحؒ ۔ گاندھی مذاکرات پر مختصر نوٹ تحریر کریں۔

جواب: جناحؒ ۔ گاندھی مذاکرات

گاندھی کو "ہندوستان چھوڑ دو" تحریک میں گرفتار کر لیا گیا تھا۔ گاندھی نے جولائی 1944ء میں جیل سے قائداعظمؒ کو ایک خط لکھ کر وقت طلب کیا اور ملاقات کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ گاندھی نے قائداعظمؒ سے کہا کہ مجھے اسلام یا مسلمانوں کا دشمن تصور نہ کریں۔ میں آپ کا اور ساری دنیا کا دوست اور خادم ہوں۔ قائداعظمؒ نے اگست کے وسط میں بمبئی میں ملاقات کی تجویز پیش کی چنانچہ بالآخر 7 ستمبر 1944ء میں قائداعظمؒ کی رہائش گاہ پر دونوں رہنماؤں کے مابین مذاکرات کا سلسلہ شروع ہوا اور 9 ستمبر 1944ء تک جاری رہا۔ جناحؒ ، گاندھی ملاقات میں یہ بات طے پائی کہ زبانی گفت وشنید کی بجائے مراسلات کا تبادلہ ہو تاکہ دونوں رہنماؤں کے نقطہ ہائے نظر کا ریکارڈ محفوظ رہے۔ اس ملاقات میں گاندھی نے کہا کہ وہ کانگرس کے نمائندے کی حیثیت سے نہیں بلکہ ذاتی حیثیت سے مذاکرات کرنا چاہتے ہیں۔ اس بات پر زور دیا کہ جب تک دونوں اقوام کے نمائندوں کے درمیان گفت وشنید نہ ہو، کامیابی کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ جناح، گاندھی ملاقات میں گفت وشنید کا آغاز قرارداد لاہور سے ہوا جس کی بنیاد دوقومی نظریہ پر تھی۔ ان مذاکرات میں گاندھی نے مسلمانوں کو ایک علیحدہ قوم کی حیثیت سے ماننے سے انکار کر دیا۔

گاندھی کی تجاویز

قائداعظمؒ کے ساتھ مذاکرات اور مراسلات کے تبادلے کے بعد گاندھی نے تجویز پیش کی کہ اگرچہ وہ دوقومی نظریے کے حامی نہیں ہیں لیکن پھر بھی اگر مسلم لیگ کی خواہش ہے کہ قرارداد لاہور پر عمل کیا جائے تو اس مسئلے کو

مؤخر کر دیا جائے۔ مسلمان اور ہندو مشترکہ طور پر پہلے انگریزوں سے آزادی حاصل کریں اور بعد میں کانگرس اور مسلم لیگ مل کر پاکستان کا مسئلہ حل کریں۔

قائداعظمؒ کا جواب

قائداعظمؒ نے ان مذاکرات پر سخت ردِعمل کا اظہار کیا اور گاندھی کو دھوکا باز اور مکار قرار دیا اور اس بات پر زور دیا کہ ہندوستان کی آزادی سے قبل پاکستان کا مسئلہ انگریزوں کو حل کرنا چاہیے کیونکہ وہ کانگرس اور گاندھی پر کسی صورت میں اعتماد نہیں کر سکتے۔ مجبوراً قائداعظمؒ کو یہ کہنا پڑا:

''کانگرس کی حیثیت ہندوؤں کی اس دیوی کی سی ہے جس کے کئی سر اور زبانیں ہیں اور مسلمانوں کے لیے فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ وہ اس کی کس زبان پر بھروسہ کریں''

سی آر فارمولا 1944ء

سوال 5: سی، آر، فارمولا سے کیا مراد ہے اور اُس کے اہم نکات بیان کریں۔

جواب: **تحریک ''ہندوستان چھوڑ دو'' کی ناکامی**

گاندھی نے انگریز حکومت کے خلاف ''ہندوستان چھوڑ دو'' کی تحریک شروع کی۔ حکومت نے کانگرس پر پابندی لگا دی۔ انگریز حکومت نے ''ہندوستان چھوڑ دو'' تحریک کو سختی سے کچل دیا اور گاندھی کو جیل میں ڈال دیا۔ تو اس سے گاندھی کی تحریک دم توڑ گئیں۔ گاندھی نے اپنی تحریک کی ناکامی کے بعد پینترا بدلا اور وائسرائے لارڈ ویول کو ایک مصالحانہ خط لکھا چنانچہ وہ اپریل 1944ء کو رہا کر دیے گئے۔

اس کے بعد گاندھی مختلف ذرائع سے برطانوی لیڈروں تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے اور اپنے خطوط کے ذریعے اپنی تجاویز پیش کرنے میں مصروف رہے۔

راجا جی فارمولا

ان حالات میں گاندھی نے قائداعظمؒ کو ایک سازشی جال میں پھنسا کر مسلم لیگ کو کمزور کرنے کی کوشش کی۔ گاندھی نے قائداعظمؒ کے خلاف اس سازش میں چکرورتی راج گوپال اچاریہ کو شامل کیا اور اسے کہا کہ تقسیمِ ہند پر اپنی تجویز دیں۔ چکرورتی راج گوپال اچاریہ، انڈین نیشنل کانگرس کا ایک رہنما اور مدراس کا سابق وزیراعلیٰ تھا۔ عوام میں راجا جی کے نام سے مشہور تھا۔

مارچ 1944ء میں گاندھی اور راج گوپال اچاریہ نے برصغیر کے حل کے لیے ایک فارمولے کو حتمی شکل دی۔ اس فارمولے کو "سی۔آر فارمولا" کہتے ہیں۔ اس دوران قائداعظمؒ اور گاندھی کے درمیان ہندو مسلم مسائل پر خط و کتابت جاری رہی۔ سی۔آر فارمولے کا لب لباب یہ تھا کہ مسلم لیگ کو اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ وہ عبوری حکومت میں شامل ہو کر انگریزوں کو اس ملک سے رخصت کرے۔ اس کے بعد کمیشن بٹھا کر برصغیر کی تقسیم کو گول کر دیا جائے۔ بعدازاں اس فارمولے کو قائداعظمؒ کے پاس بھیج دیا گیا۔ 8 اپریل 1944ء میں قائداعظمؒ کو اس فارمولے کی تجاویز سے آگاہ کیا گیا۔

سی، آر فارمولا کے اہم نکات

1- سی۔آر، فارمولا کی منظوری

یہ سی۔آر، فارمولا کانگرس اور مسلم لیگ کے درمیان سمجھوتے کی وہ بنیاد ہے جس پر گاندھی اور قائداعظمؒ متفق ہوں گے اور وہ اپنی اپنی جماعتوں سے منظور کرانے کی کوشش کریں گے۔

2- اضلاع کی حد بندی کے لیے کمیشن کا قیام

جنگ عظیم دوم ختم ہونے کے بعد ہندوستان کے شمال مشرق اور شمال مغرب میں مسلم اضلاع کی حد بندی کے لیے ایک مخصوص کمیشن قائم کیا جائے گا جو ایسے متصلہ اضلاع کی حدود کا تعین کرے گا جہاں مسلمانوں کی قطعی اکثریت ہے۔ اگر ہندو مسلم دو علیحدہ مملکتوں کے قیام کا فیصلہ ہوا تو عوام دونوں میں سے کسی ایک ریاست میں شامل ہونے کا فیصلہ کریں گے۔

3- مسلم لیگ کی عبوری حکومت میں شمولیت

آل انڈیا مسلم لیگ ہندوستان کی آزادی کی حمایت کرتی ہے اور وہ اس بات پر بھی اتفاق کرتی ہے کہ وہ عبوری حکومت کے قیام میں آل انڈیا نیشنل کانگرس کے ساتھ مل کر کام کرے گی۔

4- استصواب رائے پر سیاسی جماعتوں کا مؤقف

اگر استصواب رائے کا فیصلہ ہوا تو سیاسی جماعتوں کو عوام کے سامنے اپنا اپنا موقف پیش کرنے اور انھیں اپنے حق میں قائل کرنے کے لیے مہم چلانے کا اختیار ہوگا اور وہ پورا پورا پراپیگنڈہ کر سکیں گی۔

5- حکومتی امور کے معاہدوں پر دستخط

اگر علیحدہ مملکتوں کے قیام کا فیصلہ ہوا تو دونوں فریق ریاستی اور حکومتی امور پر باہمی معاہدوں پر دستخط کریں گے۔

6- آبادی کا رضا کارانہ تبادلہ

اگر آبادی کا تبادلہ کرنا مقصود ہو تو صرف رضا کارانہ بنیادوں پر ہوگا۔

www.downloadclassnotes.com

7- سی۔آر فارمولے پر عمل درآمد کی شرائط

سی۔آر فارمولے پر صرف اسی صورت میں عمل ہوگا اگر حکومتِ برطانیہ ہندوستان پر حکومت کرنے کے حق سے دستبردار جائے اور سارے اختیارات مقامی لوگوں کو منتقل ہو جائیں۔

شملہ کانفرنس 1945
(Simla Conference 1945)

سوال6: شملہ کانفرنس کا پس منظر کیا تھا؟ اس کے اہم نکات کیا تھے اور شملہ کانفرنس کیوں ناکام ہوئی؟

جواب: شملہ کانفرنس کا پس منظر

قائدِاعظمؒ اور لارڈ ویول شملہ کانفرنس 1945ء

کرپس مشن ناکام ہوا تو انڈین نیشنل کانگرس کی، حکومت برطانیہ کے خلاف تحریکوں میں اور بھی زیادہ تیزی آگئی۔ گاندھی نے حکومتِ برطانیہ پر دباؤ بڑھانے کے لیے عدمِ تعاون، سول نافرمانی اور "ہندوستان چھوڑ دو" کی تحریکوں کا آغاز کر دیا۔ عوام سے عدالتوں اور دفتروں کا بائیکاٹ کرنے کو کہا گیا اور کانگرس نے جلسے اور جلوسوں کے ذریعے عوامی قوت کا زبردست مظاہرہ کیا تاکہ برطانوی حکومت ہندوستان سے اپنا اقتدار ختم کر دے اور حکومت اکثریتی جماعت کانگرس کو منتقل کر دے۔

گاندھی اس سلسلے میں اتنا پُر امید تھا کہ اس نے قائدِاعظمؒ اور مسلم لیگ تک کو خاطر میں نہ لا کر حکومت برطانیہ کو جھکانے کے لیے ہر حربہ استعمال کیا۔

لیکن ان کی امیدوں کے برعکس جب جنگ کا پانسہ برطانیہ اور اس کے اتحادیوں کے حق میں پلٹا، تو اب گاندھی نے قائدِاعظمؒ کو ساتھ ملا کر حکومت پر دباؤ بڑھانے کی کوشش کی لیکن جناح گاندھی مذاکرات میں نہ گاندھی تقسیمِ ملک پر رضامند ہوا، نہ قائدِاعظمؒ نے مطالبۂ پاکستان کے موقف میں لچک دکھائی۔

www.downloadclassnotes.com

ویول پلان

ع نیا جال لائے پرانے شکاری

1943ء میں لارڈ ویول وائسرائے ہند بن کر ہندوستان آیا۔ اُس نے برصغیر کے مسائل کے حل کے لیے، حکومت کی تشکیل، مستقبل کے آئین اور اسمبلیوں کے انتخاب کے لیے ایک کانفرنس بلانے کا اعلان کیا۔ اس نے 14 جون 1945ء کو اپنی ریڈیو تقریر کے ذریعے جس منصوبے کا اعلان کیا، اس کے اہم نکات درج ذیل تھے:

ویول پلان کے اہم نکات

(i) برصغیر کا آئندہ دستور

برصغیر کا آئندہ دستور تمام سیاسی جماعتوں کی مرضی سے بنایا جائے گا۔

(ii) گورنر جنرل کی انتظامی کونسل کی تشکیل

موجودہ انتظامی کونسل کی جگہ ایک نئی "گورنر جنرل کی انتظامی کونسل" بنائی جائے گی اور اس میں تمام سیاسی قوتوں کی نمائندگی ہوگی۔ اس کے ممبران میں چھے ہندو اور پانچ مسلمان ہوں گے۔

(iii) انتظامی کونسل کی صدارت

گورنر جنرل انتظامی کونسل کی صدارت کرے گا۔ کونسل کے ارکان کی نامزدگی وہ خود کرے گا اور کمانڈر انچیف کے سوا دیگر تمام ارکان کونسل کا تعلق برصغیر سے ہوگا۔

(iv) مرکز میں انتظامی کونسل کی تشکیل

مرکز میں انتظامی کونسل کی تشکیل کے بعد صوبوں میں بھی ایسی ہی انتظامی کونسلیں بنائی جائیں گی۔

شملہ کانفرنس کا انعقاد

لارڈ ویول نے اپنے اس منصوبے پر غور کرنے کے لیے سیاسی جماعتوں کے ارکان کو شملہ کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔ یہ کانفرنس جولائی 1945ء میں بلائی گئی۔

شملہ کانفرنس میں شرکت کرنے والے ارکان

جن ارکان کو شملہ کانفرنس میں شمولیت کی دعوت دی گئی۔ ان میں اہم شخصیات یہ ہیں:

(i) کانگرس کے ..... پنڈت جواہر لال نہرو، ابوالکلام آزاد، سردار بلدیو سنگھ
(ii) مسلم لیگ کے .... قائدِ اعظمؒ، لیاقت علی خان، عبدالرب نشتر

www.downloadclassnotes.com

(iii) تمام صوبوں کے ...... وزرائے اعلیٰ
(iv) یونینسٹ، نیشنلسٹ اور دیگر پارٹیوں کے نمائندے شریک ہوئے۔

لارڈ ویول نے اپنے زیرِ صدارت کانفرنس کے پہلے اجلاس میں اپنے اس منصوبے کی وضاحت کر کے کانفرنس کو کامیاب بنانے کی اپیل کی۔

کانفرنس کی کارروائی

قائدِاعظمؒ کی کانفرنس میں ثابت قدمی

وائسرائے کی ڈیفنس کونسل پر مذاکرات کا آغاز ہوا تو پانچ مسلمان وزراء کی نامزدگی کا مسئلہ درپیش ہوا۔ قائد اعظمؒ نے اصرار کیا کہ یہ پانچوں وزراء مسلم لیگ نامزد کرے گی کیونکہ وہی مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔ کانگرس بہ ضِد تھی کہ ان میں سے ایک مسلمان وزیر کانگریسی رہنما ابوالکلام آزاد ہوں گے۔ قائدِاعظمؒ اگر یہ بات مان لیتے، تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا کہ صرف مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت نہیں ہے اور یہ بات ان کے موقف کے خلاف ہوتی۔ لارڈ ویول نے قائدِاعظمؒ کو ابوالکلام آزاد کی بجائے پنجاب کے وزیرِ اعلیٰ یونینسٹ پارٹی کے سربراہ ملک خضر حیات ٹوانہ کی نامزدگی پر متفق کرنا چاہا لیکن قائداعظمؒ تو منوانا ہی یہی حقیقت چاہتے تھے کہ مسلمانوں کی نمائندہ واحد سیاسی جماعت مسلم لیگ ہی ہے۔ وہ اپنے موقف پر ڈٹے رہے اور یوں شملہ کانفرنس بے نتیجہ رہی۔

شملہ کانفرنس کے نتائج

(i) قائداعظمؒ نے فرمایا کہ ویول پلان دراصل مسلم لیگ کے خلاف وائسرائے اور گاندھی کا پھیلایا ہوا مشترکہ جال تھا۔ اگر مسلم لیگ ویول پلان کو قبول کر لیتی تو پاکستان کا حصول کبھی ممکن نہ ہوتا۔
(ii) عام انتخابات 1945-46ء میں مسلم لیگ کی کامیابی سے قائداعظمؒ کا موقف درست ثابت ہوا کہ مسلمان صرف مسلم لیگ کے ساتھ وابستہ تھے۔
(iii) مسلمانوں نے کانگرس، یونینیسٹ پارٹی اور دیگر مسلم مذہبی جماعتوں کو مسترد کر کے مسلم لیگ کو ووٹ دے کر اپنی مکمل نمائندگی کا حق دے دیا۔
(iv) 1945-46ء کے انتخابات کے نتائج نے قائداعظمؒ کے اس موقف پر مہرِ تصدیق ثبت کر دی اور واضح کر دیا کہ برصغیر میں صرف مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔

بتانِ رنگ و خون کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا!
نہ ایرانی رہے باقی، نہ افغانی، نہ تورانی

www.downloadclassnotes.com

عام انتخابات 46-1945ء

سوال 7: 46-1945ء کے انتخابات کا انعقاد کیوں کیا گیا؟ ان انتخابات کے نتائج سے مسلمانوں کو کس طرح فائدہ پہنچا؟

جواب: انتخابات 46-1945ء

(i) شملہ کانفرنس کی ناکامی کے بعد حکومت برطانیہ کے لیے ضروری ہو گیا کہ وہ انتخابات کرا کے دیکھے کہ سیاسی جماعتوں کی عوام میں کیا حیثیت ہے اور برصغیر کے عوام کس جماعت کے مؤقف سے ہم آہنگی رکھتے ہیں۔

(ii) حکومت برطانیہ نے عوامی رجحانات کا پتا چلانے کے لیے برصغیر میں انتخابات کے انعقاد کا اعلان کر دیا۔ انتخابات میں اصل مقابلہ کانگرس اور مسلم لیگ کے درمیان تھا چنانچہ لارڈ ویول نے دسمبر 1945ء میں مرکزی اسمبلی اور جنوری 1946ء میں صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کے انعقاد کا اعلان کر دیا۔

ہندوستان کی تمام سیاسی پارٹیوں نے انتخابات میں حصہ لینے کا اعلان کر دیا۔

تھے اک جانب وہ مسلم لیگ کے اللہ کے شیدائی
مقابل کانگرس کے جاہ و منصب کے تمنائی

قائداعظم انتخابات 46-1945 عوامی رابطہ مہم کے دوران

کانگرس کا منشور

کانگرس کا منشور یہ تھا کہ برصغیر کو تقسیم نہ کیا جائے۔

(i) **ملکی تقسیم کا فارمولا**

جنوبی ایشیا کو ایک وحدت کی شکل میں آزاد کیا جائے۔ ملک تقسیم کرنے کا کوئی فارمولا قابلِ قبول نہیں ہوگا۔

(ii) **کانگرس نمائندہ جماعت**

کانگرس تمام گروہوں اور فرقوں کی نمائندہ جماعت ہے اور مسلمان کانگرس کے نقطۂ نظر سے متفق ہیں۔

(iii) **قوم کی بنیاد**

قومیں وطن سے بنتی ہیں، قوم کی بنیاد مذہب نہیں۔

مسلم لیگ کا منشور

قائداعظمؒ نے دعویٰ کیا کہ ان انتخابات کو قیامِ پاکستان کے لیے عوام کا استصوابِ رائے سمجھا جائے۔ اگر مسلم لیگ اکثریت حاصل کرتی ہے تو پاکستان بننے دیا جائے ورنہ ہمارے مطالبۂ پاکستان کو عوام خود ہی مسترد کر دیں گے۔
مسلم لیگ کا موقف یہ تھا کہ:

(i) **مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت**

مسلم لیگ برِصغیر کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔ مسلمان کسی اور سیاسی جماعت سے وابستگی نہیں رکھتے۔

(ii) **مسلمان ایک الگ قوم**

مسلمان ہر لحاظ سے ہندوؤں سے ایک الگ قوم ہیں۔

(iii) **مسلم اکثریتی علاقوں میں مسلم حکومت**

ہندوستان کو ''قراردادِ پاکستان'' کے مطابق تقسیم کر کے مسلم اکثریت والے علاقوں میں مسلمانوں کو اپنی حکومت قائم کرنے کا موقع ملنا چاہیے۔

انتخابی مہم

(i) **سیاسی جماعتوں کی انتخابی مہم**

برِصغیر میں تمام سیاسی جماعتوں نے زبردست انتخابی مہم چلائی۔ کانگرس نے مسلم لیگ کے عزائم کو ناکام بنانے کے لیے ہر جائز و ناجائز حربہ استعمال کیا۔ کانگرس کے قائدین نے پورے ملک میں شمال سے جنوب اور مشرق سے مغرب تک انتخابی دورے کیے۔

(ii) **کانگرس کا دیگر مسلم جماعتوں سے اتحاد**

کانگرس نے یونینسٹ پارٹی، مجلسِ احرار، جمعیت العلمائے ہند اور دوسری مسلم جماعتوں کے ساتھ بھی انتخابی اتحاد کیے اور مسلم لیگ کا راستہ روکنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔

(iii) مسلم لیگ کے لیے زندگی اور موت کا مسئلہ

مسلم لیگ اور مسلمانوں کے لیے انتخابات زندگی اور موت کا مسئلہ تھا۔ قائداعظمؒ نے بذاتِ خود بیمار ہونے کے باوجود ملک بھر کے طوفانی دورے کیے۔ ایک ایک دن میں کئی کئی جگہ عوام سے خطاب کیا اور انھیں پاکستان کی ضرورت کا احساس دلایا۔ اس سے مسلم لیگ کی مقبولیت میں تیزی سے اضافہ ہونے لگا۔ بہت سے مسلمان رہنماؤں نے ایک اسلامی مملکت قائم کرنے کی نیت سے قائداعظمؒ کا بھرپور ساتھ دیا۔ مسلمان دوسری سیاسی جماعتوں سے کٹ کر مسلم لیگ میں شامل ہونے لگے۔

(iv) قائداعظمؒ کی تقریریں

قائداعظمؒ نے اپنی تقریروں میں کھلم کھلا کانگرس کو چیلنج کیا کہ انتخابات میں مسلم لیگ، مطالبۂ پاکستان کو سچ ثابت کر دے گی اور برصغیر کے مسلمان پاکستان بنا کر ہی دم لیں گے۔ برصغیر کی مسلم عوام نے انتخابات میں بھرپور انداز میں اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ مسلم طلبہ میدان میں کود پڑے۔ مسلم لیگی کارکن شہر شہر اور قریہ قریہ ٹولیوں کی شکل میں پہنچے۔

(v) مسلم لیگ کی مقبولیت میں اضافہ

مسلم شعراء، دانشوروں، ادیبوں اور صحافیوں نے عوام کی ذہن سازی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ان دنوں "مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ" والی نظم بے حد مقبول ہوئی اور جلد ہی ملک کے درودیوار "بٹ کے رہے گا ہندوستان" "بن کے رہے گا پاکستان" "لے کے رہیں گے پاکستان" اور "پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ" کے نعروں سے گونجنے لگے۔ ہر آنے والا دن مسلم لیگ کی مقبولیت میں اضافہ کرتا گیا اور مسلم لیگ کے موقف کو مضبوط سے مضبوط بناتا گیا۔

انتخابات کے نتائج

مرکزی قانون ساز اسمبلی

مرکزی قانون ساز اسمبلی کے انتخابات کا معرکہ دسمبر 1945 میں رونما ہوا۔ مسلم لیگ نے کسی اور سیاسی جماعت سے اتحاد نہیں کیا تھا۔ اس کے مقابلے میں کانگرس کے علاوہ کئی مسلم جماعتیں بھی تھیں۔
پورے ہندوستان میں مسلمانوں کے لیے تیس (30) نشستیں مخصوص تھیں۔ ان سب نشستوں پر مسلم لیگ کے امیدوار انتخاب لڑ رہے تھے۔ کانگرس انھیں شکست دینے کے لیے بھرپور کوششیں کر رہی تھی لیکن

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

نتائج کا اعلان ہوا۔ تو مسلمانوں کی تیس کی تیس نشستیں مسلم لیگ نے حاصل کیں۔

صوبائی اسمبلی

صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات جنوری 1946 میں ہوئے۔ ملک بھر میں مسلمانوں کے لیے 492 نشستیں

مخصوص تھیں۔ مسلم لیگ نے ان میں سے 428 نشستیں حاصل کیں۔

مسلم لیگ نے انتخابات میں سو فی صد کامیابی حاصل کر کے کانگرس کا یہ دعویٰ غلط ثابت کر دیا کہ وہ تمام ہندوستانیوں کی نمائندہ جماعت ہے۔ اب قیامِ پاکستان کو روکنا دینا کسی طاقت کے بس میں نہ تھا۔

یوم فتح

اب پاکستان کی منزل مقصود اور قریب آ گئی تھی۔ قائدِ اعظمؒ کے کہنے پر مسلم لیگ نے اس نمایاں کامیابی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور 11 جنوری 1946ء کو یوم فتح منایا۔

ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء (یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے)

مسلم لیگ کے ارکانِ اسمبلی کا کنونشن 1946ء

سوال 8: دہلی کنونشن 1946ء پر مختصر نوٹ تحریر کریں۔

جواب: دہلی کنونشن 1946ء

الیکشن میں عظیم کامیابی کے بعد قائدِ اعظمؒ کی زیرِ صدارت 19 اپریل 1946ء کو دہلی میں ایک تاریخ ساز کنونشن منعقد ہوا۔ جس میں تمام منتخب مسلم لیگی اراکین صوبائی اور مرکزی اسمبلی کو دعوت دی گئی تھی۔ اس کنونشن میں اراکین اسمبلی نے ملکی صورتِ حال پر بہت مدلل تقریریں کیں۔ قائدِ اعظمؒ نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ ''کوئی طاقت ہمیں اپنے مقاصد کے حصول سے نہیں روک سکتی۔ اُمید، حوصلہ مندی اور ایمان کی قوت سے ہم کامیاب ہوں گے'' تمام ارکانِ اسمبلی نے متفقہ طور پر یہ قرارداد پاس کی۔ قائدِ اعظمؒ نے خطبہ صدارت میں فرمایا:

''یہ کنونشن ایک مرتبہ پھر یہ اعلان کرتا ہے کہ متحدہ ہندوستان کی بنیاد پر اگر کوئی دستور مسلط کرنے کی یا مرکز میں مسلم لیگ کے مطالبے کے خلاف جبراً عبوری انتظام کرنے کی کوششیں کی گئی تو مسلمانوں کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا کہ وہ اپنی بقا اور قومی تحفظ کے لیے تمام ممکن طریقوں سے اس کی مخالفت کریں''۔

مسلم لیگ کنونشن کی تقریروں، قائدِ اعظمؒ کی صاف گو اور بے باک گفتگو اور قرارداد کا یہ اثر ہوا کہ کابینہ مشن کے ارکان کو بھی پاکستان ناگزیر معلوم ہونے لگا۔

کنونشن میں قرارداد کی منظوری

اجلاس میں حسین شہید سروردی نے ایک قرارداد پیش کی جو متفقہ طور پر منظور کر لی گئی۔ اس قرارداد میں واضح کر دیا گیا ہے کہ برصغیر کے مسلمانوں کی تمام مشکلات کا حل ایک آزاد اسلامی ریاست کی تشکیل ہے جو شمال مشرقی خطے میں بنگال اور آسام اور شمال مغربی خطے میں پنجاب، صوبہ سرحد (خیبر پختونخواہ)، سندھ اور بلوچستان کے مسلم اکثریتی علاقوں پر مشتمل ہوگی۔ پاکستان بلاتاخیر قائم کر دیا جائے گا۔ اس بات کی بھی یقین دہانی کرائی جائے۔ اس قرارداد نے 23 مارچ 1940ء کی قرارداد لاہور میں پائے جانے والے اُس ابہام اور سُقم کو دُور کر دیا جو قرارداد میں ریاستوں کا لفظ استعمال کرنے سے پیدا ہو گیا تھا۔

کنونشن کا اختتام

کنونشن کے اختتام سے پہلے تمام اراکین نے قیامِ پاکستان کے لیے جدوجہد تیز کرنے اور ہر قربانی دینے کا حلف اُٹھایا۔

کابینہ مشن پلان 1946ء

(Cabinet Mission Plan 1946)

سوال 9: کابینہ مشن پلان 1946ء کے نمایاں پہلو بیان کیجیے اور اس پر سیاسی جماعتوں کا ردِ عمل کیا تھا؟

جواب: کابینہ مشن

1945ء میں انگلستان میں لیبر پارٹی کی حکومت برسرِ اقتدار آئی تو برطانوی وزیرِاعظم لارڈ ایٹلی نے ہندوستان میں بڑھتی ہوئی سیاسی بے چینی اور سیاسی مسائل طے کرنے کے لیے تین برطانوی وزراء پر مشتمل کابینہ مشن بھیجا۔ یہ مشن 24 مارچ 1946ء کو دہلی پہنچا۔

کابینہ پلان کے ارکان قائدِاعظم کے ساتھ

www.downloadclassnotes.com

کابینہ مشن کے ارکان

اس مشن میں 1۔ سر سٹیفورڈ کرپس 2۔ اے۔ وی الیگزینڈر 3۔ سر پیتھک لارنس شامل تھے۔

مشن کے مقاصد

اس مشن کے دو مقاصد تھے کہ:

(i) ہندوستان کی دستوری حیثیت اور حکومت کی تشکیل کی جائے۔

(ii) مسلمانوں اور ہندوؤں میں نفرت کو کم کر کے ہندوستان کو متحدہ رکھا جائے لیکن 1945-46ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کی کامیابی نے ثابت کر دیا کہ ایسا ممکن نہیں ہے۔

سیاسی رہنماؤں سے ملاقات

(i) کابینہ مشن پلان میں شامل ارکان نے برصغیر میں آ کر تمام سیاسی پارٹیوں کے راہنماؤں سے مذاکرات کیے۔ گورنر جنرل کی رائے لی۔ صوبوں کے گورنروں اور وزرائے اعلیٰ سے برصغیر کے مسائل کے حل کے لیے تبادلہ خیال کیا۔ کابینہ مشن کے ارکان سے مذاکرات میں برصغیر کی دونوں بڑی جماعتیں مسلم لیگ اور کانگرس اپنے اپنے مؤقف پر قائم رہیں۔ مسلم لیگ نے قیام پاکستان کو مسائل کا واحد حل قرار دیا۔ جبکہ کانگرس نے جنوبی ایشیا میں واحد قوم کی بنیاد پر ملک کی تقسیم کی شدید مخالفت کی اور دوقومی نظریے کو یکسر مسترد کر دیا۔

(ii) وزیراعظم ایٹلی نے کابینہ مشن کو ہندوستان روانہ کرنے سے پہلے کانگرس کو خوش کرنے کے لیے پارلیمنٹ میں یہ بیان دیا کہ "کسی اقلیت کو ویٹو پاور استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی، اور اس طرح ملکی ترقی کی راہ کو روکنے نہیں دیا جائے گا" اس بیان سے مذاکرات میں تناؤ کی کیفیت پیدا ہوئی۔

قائداعظمؒ نے اس بیان کے جواب میں کہا کہ "مسلم لیگ تو مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے کوشش کر رہی ہے اور دوقومی نظریے کی بنیاد پر آئینی مسائل کا حل چاہتی ہے"

قائداعظمؒ نے وفد کے ارکان سے واضح طور پر کہا کہ:

"برصغیر ایک ملک نہیں اور نہ یہ کسی ایک قوم کا وطن ہے۔ یہاں کئی قومیں آباد ہیں اور مسلمان بھی اپنا جداگانہ تشخص رکھنے والی ایک قوم ہے اور اسے اپنے مستقبل کا تعین کرنے کا پورا پورا حق ہے"

اسلام میں قوم مذہب سے بنتی ہے وطن سے نہیں

قوم مذہب سے ہے، مذہب جو نہیں تم بھی نہیں
جذبِ باہم جو نہیں، محفلِ انجم بھی نہیں

کابینہ مشن کی تجاویز

کابینہ مشن کے اراکین نے تمام متعلقہ افراد اور سیاسی جماعتوں کا نقطۂ نظر معلوم کرنے کے بعد 16 مئی 1946ء کو ایک منصوبے کا اعلان کیا۔ جس میں مندرجہ ذیل تجاویز پیش کیں۔

1۔ برصغیر......ایک یونین

برصغیر کو ایک یونین بنا دیا جائے گا۔ جس میں کئی صوبے اور ریاستیں شامل ہوں گی۔ یہ ایک وفاق ہوگا۔ جس کے پاس دفاع، امورِ خارجہ اور مواصلات کے محکمے ہوں گے۔ باقی تمام محکمے صوبوں کے حوالے کر دیے جائیں گے، البتہ مرکز کو محصولات عائد کرنے کا اختیار ہوگا۔

2۔ صوبائی گروپوں کی تشکیل

تمام صوبوں کو تین گروپوں میں تقسیم کیا جائے گا، جو مندرجہ ذیل ہوں گے:

(i) گروپ اے...... میں بمبئی (ممبئی)، مدراس، یو۔ پی، سی۔ پی، بہار، اڑیسہ۔

(ii) گروپ بی...... میں پنجاب، سرحد (صوبہ خیبر پختونخوا)، سندھ

(iii) گروپ سی...... میں بنگال اور آسام

گروپ کی تنظیم

اس نئی نوعیت کے وفاق میں مرکزی، گروپ اور صوبائی تنظیمیں قائم کی جائیں گی۔ مرکز اور صوبوں کے اختیارات کی وضاحت کابینہ مشن کی تجاویز میں کر دی گئی۔ لیکن صوبوں کی تنظیم اور پھر ہر صوبائی تنظیم کے درمیان اختیارات اور دیگر امور کی تقسیم کا فیصلہ صوبے کی تنظیم اور گروپ کی تنظیم پر چھوڑ دیا گیا۔

اسمبلی کی نمائندگی

مرکزی قانون ساز اسمبلی اور کابینہ میں نشستیں ہر صوبے اور ریاست کے لیے اس کی آبادی کے تناسب سے مقرر کی جائیں گی۔

3۔ مرکزی آئین ساز اسمبلی کا انتخاب

مرکزی آئین ساز اسمبلی کا انتخاب صوبائی اسمبلی کے ممبران کریں گے۔ مرکزی آئین ساز اسمبلی پورے ملک کے لیے آئین بنائے گی۔ مرکزی آئین بن جانے کے بعد تینوں صوبائی گروپ اپنے اپنے آئین تشکیل دیں گے۔

4۔ عبوری حکومت

بڑی سیاسی جماعتوں کے نمائندوں پر مشتمل ایک عبوری حکومت فوری طور پر قائم کی جائے گی، جو آئین کی تشکیل تک تمام انتظامی امور میں با اختیار ہوگی۔ عبوری حکومت کی کابینہ تمام تر مقامی ہوگی اور اس میں کوئی انگریز ممبر نہیں ہوگا۔

صوبائی گروپ کی تبدیلی

عبوری حکومت کے قیام اور آئین کی تشکیل کے بعد اگر کوئی صوبہ اپنا گروپ تبدیل کرنا چاہے، تو اسے اس کا اختیار ہوگا۔

5- یونین سے علیحدگی

اگر کوئی ایک یا دو صوبے یونین سے علیحدہ ہونا چاہیں تو وہ ایسا کر سکیں گے۔ کابینہ پلان کے اس حصے نے گروپ بی اور گروپ سی کے مسلم اکثریتی صوبوں کو یہ حق دے دیا کہ وہ دس سال بعد مرکز سے علیحدہ ہو کر اپنی آزاد مسلم حکومت قائم کر سکیں گے۔

6- ویٹو-- حق اِسترداد

اگر کوئی سیاسی جماعت اس منصوبے کو پسند نہ کرے تو وہ اسے رد کر سکتی ہے۔ لیکن اس صورت میں اسے عبوری حکومت میں شامل ہونے کا حق نہ ہوگا۔

کابینہ پلان میں یہ نکتہ کانگریس کے مفاد کے لیے رکھا گیا تھا۔ مشن کا خیال تھا کہ چونکہ اس منصوبے میں مطالبہ پاکستان تسلیم نہیں کیا جا رہا۔ اس لیے مسلم لیگ اسے مسترد کر دے گی اور اکیلی کانگریس ہی عبوری حکومت کی تشکیل کرے گی۔

کابینہ مشن پر سیاسی جماعتوں کا ردِ عمل

انڈین نیشنل کانگریس

کابینہ مشن کا منصوبہ منظرِ عام پر آیا تو کانگریسی سیاست دانوں نے اسے بے حد پسند کیا۔ ہندو خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے۔ جو ہر لال نہرو نے کہا:

"پلان نے جناح کے پاکستان کو دفن کر دیا ہے"

ڈیلی آبزرور نے لکھا:

"پلان نے مسلمانوں کے خواب کو بکھیر کے رکھ دیا ہے۔ اس لیے کانگریس کو اسے قبول کر لینا چاہیے"

مسلم لیگ

منصوبے میں پاکستان کا ذکر کہیں نہ تھا، اس لیے مسلم لیگ کے ارکان مایوس ہوئے۔ قائداعظمؒ نے فرمایا:

"مجھے افسوس ہے کہ مشن کے پلان میں مسلمانوں کے مطالبے کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ ہم پورے یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ برصغیر کے مسائل کا حل دو آزاد ریاستوں ہی کے قیام میں مضمر ہے"

روزنامہ ٹیلی گراف نے لکھا:

"مسلمانوں سے زیادتی کی گئی ہے حالانکہ انتخابی نتائج نے صورتِ حال کو واضح کر دیا تھا"

قائداعظمؒ کا حتمی فیصلہ

مسلم لیگ کونسل نے قائداعظمؒ کو فیصلے کا اختیار دے دیا۔ قائداعظمؒ نے سب کی امیدوں کے برعکس منصوبے کی منظوری کا اعلان کر دیا اور ایک نکتے کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ منصوبے پر عمل درآمد ہو گیا تو دس سال بعد مسلمان اپنے اکثریتی صوبوں کو علیحدہ کر کے وہاں اپنی آزاد حکومت قائم کر سکیں گے۔

قائدِ اعظمؒ کی سیاسی بصیرت

قائدِ اعظمؒ کی سیاسی بصیرت دیکھ کر ہندو ششدر رہ گئے اور الجھن میں پڑ گئے۔ بالآخر کانگریس نے آدھا منصوبہ منظور کر لیا۔ وہ عبوری حکومت اور آئین کی تشکیل پر تو متفق ہو گئی لیکن اس نے صوبوں کی گروپ بندی کو مسترد کر دیا کیونکہ اس طرح مسلم اکثریت والے صوبے یکجا ہو جاتے اور یہ کانگریس کو قطعاً گوارا نہ تھا۔

حکومت کا اصولوں سے انحراف

قائدِ اعظمؒ نے وائسرائے ہند اور کابینہ مشن کے ارکان کو کہا کہ وہ اس پلان کو فوری طور پر نافذ کر دے کیونکہ ایک بڑی سیاسی جماعت مسلم لیگ نے پورے منصوبے کو قبول کر لیا تھا۔ اس لیے حکومت کو اسے نافذ کر دینا چاہیے تھا لیکن حکومت اپنے ہی قائم کیے ہوئے اصول سے پھر گئی اور کانگریس کی شمولیت کے بغیر عبوری حکومت بنانے پر رضامند نہ ہوئی۔

راست اقدام

قائدِ اعظمؒ کو حکومت کی وعدہ خلافی کا بہت دکھ ہوا۔ انھوں نے راست اقدام کا اعلان کر دیا اور مسلم لیگ نے 16 اگست 1946 کو یوم راست اقدام قرار دیا۔ لیکن حکومت ہندو نوازی پر تلی ہوئی تھی لہٰذا منصوبے کا جو حصہ کانگریس نے قبول کیا تھا، اسی پر وائسرائے نے عمل درآمد کا اعلان کر دیا اور آئین سازی اور عبوری حکومت بنانے کا فیصلہ کر لیا۔

سوالِ 10: کرپس مشن اور کابینہ پلان کی تجاویز کا تقابلی جائزہ پیش کیجیے۔

جواب: کرپس مشن اور کابینہ پلان کی تجاویز کا تقابلی جائزہ

کرپس مشن کی تجاویز	کابینہ مشن کی تجاویز	تقابلی جائزہ
1۔ ڈومینین کا درجہ: تجاویز کے مطابق جنگ کے بعد برصغیر کو نو آبادیات (Dominion) کا درجہ دیا جائے گا جس کا مطلب یہ ہے کہ برصغیر تاج برطانیہ کے ماتحت ہو گا لیکن اندرونی اور بیرونی معاملات میں برطانوی حکومت کسی نوع کی دخل اندازی نہ کرے گی۔ 2۔ محکمے: دفاع، امور خارجہ، مواصلات وغیرہ کے تمام محکمے ہندوستانی عوام کے سپرد کر دیے جائیں گے۔ 3۔ متفقہ آئین: کرپس کے اعلان کے مطابق برصغیر میں کوئی ایسا آئین نافذ نہیں کیا جائے گا جس پر تمام سیاسی پارٹیاں اتفاق نہ کریں۔ آئین سازی کے لیے ایک مرکزی اسمبلی کا انتخاب کیا جائے گا۔ جس کا چناؤ صوبائی قانون ساز اسمبلیوں کے ارکان کریں گے۔ یونین سے علیحدگی: دستور ساز اسمبلی کا بنایا ہوا دستور ہر صوبے کو بھجوایا جائے گا اور جو صوبے آئین کو قبول نہیں کریں گے وہ مرکز سے علیحدہ ہو کر اپنی آزاد حیثیت قائم رکھنے میں بااختیار ہوں گے۔ جو صوبہ الگ حیثیت برقرار رکھنا چاہے وہ اپنا دستور خود بنائے گا۔ 4۔ اقلیتوں کا تحفظ: دستور ساز اسمبلی جو دستور بھی بنائے گی اسے حکومت برطانیہ اس وقت تک تسلیم نہیں کرے گی جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ اس میں اقلیتوں کے مذہبی، ثقافتی، نسلی اور علاقائی حقوق کو پورا پورا تحفظ دیا گیا ہے۔	1۔ ایک یونین: برصغیر کو ایک یونین بنا دیا جائے گا۔ جس میں کئی صوبے اور ریاستیں شامل ہوں گی۔ یہ ایک وفاق ہو گا۔ جس کے پاس دفاع، امور خارجہ اور مواصلات کے محکمے ہوں گے۔ باقی تمام محکمے صوبوں کے حوالے کر دیے جائیں گے، البتہ مرکز کو محصولات عائد کرنے کا اختیار ہو گا۔ 2۔ صوبوں کی گروپ بندی: تمام صوبوں کو تین گروپوں میں تقسیم کیا جائے گا، جو مندرجہ ذیل ہوں گے: (i) گروپ اے ... میں ... بمبئی، مدراس، یو۔پی، سی۔پی اور اڑیسہ (ii) گروپ بی ... میں ... پنجاب، سرحد اور سندھ (iii) گروپ سی ... میں ... بنگال اور آسام کے صوبے شامل ہوں گے گروپ کی تنظیم: اس نئی نوعیت کے وفاق میں مرکزی، گروپ اور صوبائی تنظیمیں قائم کی جائیں گی۔ مرکز اور گروپ کی تنظیم کے اختیارات کی وضاحت کابینہ مشن نے کر دی لیکن صوبوں کی تنظیم اور پھر ہر صوبائی تنظیم کے درمیان اختیارات اور دیگر امور کی تقسیم کا فیصلہ صوبے کی تنظیم اور گروپ کی تنظیم پر چھوڑ دیا گیا۔ 3۔ آئین ساز اسمبلی: مرکزی آئین ساز اسمبلی کا انتخاب صوبائی اسمبلی کے ممبران کریں گے۔ مرکزی آئین ساز اسمبلی پورے ملک کے لیے آئین بنائے گی۔ مرکزی آئین بن جانے کے بعد تینوں صوبائی گروپ اپنے اپنے آئین تشکیل دیں گے۔ 4۔ عبوری حکومت: بڑی سیاسی جماعتوں کے نمائندوں پر مشتمل ایک عبوری حکومت فوری طور پر قائم کی جائے گی، جو آئین کی تشکیل تک تمام انتظامی امور میں بااختیار ہو گی۔ عبوری حکومت کی کابینہ تمام تر مقامی ہو گی اور اس میں کوئی انگریز ممبر نہیں ہو گا۔ صوبائی گروپ کی تبدیلی: عبوری حکومت کے قیام اور آئین کی تشکیل کے بعد اگر کوئی صوبہ اپنا گروپ تبدیل کرنا چاہے تو اسے اس کا اختیار ہو گا۔ 5۔ یونین سے علیحدگی: اگر کوئی ایک یا دو صوبے یونین سے علیحدہ ہونا چاہیں تو وہ ایسا کر سکیں گے لیکن دس سال بعد۔ کابینہ پلان کے اس حصے نے گروپ بی اور گروپ سی کے مسلم اکثریتی صوبوں کو یہ حق دے دیا کہ وہ دس سال بعد مرکز سے علیحدہ ہو کر اپنی آزاد مسلم حکومت قائم کر سکیں گے۔ 6۔ رد و قبول کا حق: اگر کوئی سیاسی جماعت اس منصوبے کو پسند نہ کرے تو وہ اسے رد کر سکتی ہے، لیکن اس صورت میں اسے عبوری حکومت میں شامل ہونے کا حق نہ ہو گا۔	1۔ ارکان کی تعداد: کرپس مشن میں صرف ایک رکن تھا۔ جبکہ کابینہ مشن تین ارکان پر مشتمل تھا۔ 2۔ ریاستوں کا خاکہ: دونوں مشنوں میں مستقبل کی ریاستوں کا خاکہ موجود تھا۔ لیکن کرپس مشن کے مطابق جو صوبے آئین کو پسند نہیں کریں گے وہ مرکز سے علیحدہ ہو کر اپنی آزاد حیثیت قائم کرنے میں بااختیار ہوں گے۔ کابینہ مشن میں گروپ بی اور گروپ سی کی صورت میں برصغیر کی تقسیم کا واضح تصور دیا گیا۔ 3۔ برصغیر کی حیثیت: کرپس مشن کی تجاویز کے مطابق برصغیر تاج برطانیہ کے ماتحت ہو گا جبکہ کابینہ مشن کی تجاویز کے مطابق برصغیر کو ایک یونین کی شکل دی جائے گی۔ 4۔ قائداعظمؒ / گاندھی کی تحریک: کابینہ مشن کے بعد گاندھی نے "سول نافرمانی" اور "ہندوستان چھوڑ دو" تحریکوں کو شروع کر دیا جبکہ کابینہ مشن کے بعد قائداعظمؒ نے مسلمانوں سے یوم راست اقدام منانے کی درخواست کی۔ 5۔ دستوری حل: دونوں مشنوں کا مقصد برصغیر میں بے چینی کے خاتمے کے لیے ایک ایسا دستوری حل تلاش کرنا تھا جو دونوں بڑی جماعتوں کانگرس اور مسلم لیگ کے لیے قابل قبول ہو۔ 6۔ ناکامی: کرپس مشن نے ناکامی کی ذمہ داری خود قبول کی جبکہ کابینہ مشن نے ناکامی کا ذمہ دار سیاسی جماعتوں کو قرار دیا۔

www.downloadclassnotes.com

عبوری حکومت 1946-47ء

سوال 11: کابینہ مشن پلان کے تحت بننے والی عبوری حکومت پر نوٹ لکھیے:

جواب: عبوری حکومت کی تشکیل میں بے اصولی

مسلم لیگ نے کابینہ مشن پلان پورے کا پورا قبول کر لیا تھا، لہٰذا اصولی طور پر اسے عبوری حکومت بنانا چاہیے تھی لیکن وائسرائے نے بدعہدی کرتے ہوئے نہ صرف یہ کہ آل انڈیا مسلم لیگ اور انڈین نیشنل کانگرس دونوں کو عبوری حکومت بنانے کی دعوت دی بلکہ پنڈت نہرو کو وزیراعظم کا عہدہ دے دیا۔

عبوری حکومت میں وزراء کی نامزدگی

وزراء کے طور پر مسلم لیگ کو پانچ اور کانگرس کو چھے افراد نامزد کرنے کے لیے کہا گیا۔ مسلم لیگ حکومت کی وعدہ خلافی اور بے اصولی سے سخت بددل اور مایوس تھی۔ جس کی وجہ سے وائسرائے کے قائدِاعظمؒ کو پُر اصرار دعوت دینے کے باوجود حکومت سازی کی بات آگے نہیں بڑھ رہی تھی۔ مسلم لیگ سخت ناراض تھی۔

عبوری حکومت میں مسلم لیگ کی شمولیت

آخر قائدِاعظمؒ نے مسلم لیگ کی کونسل کا ایک خصوصی اجلاس بلایا اور اس میں فیصلہ کیا گیا کہ اگر حکومت سازی میں شریک ہونے سے انکار کریں گے تو کانگرس کو حکومت کی اجارہ داری حاصل ہو جائے گی اور وہ مسلمانوں پر اس طرح ظلم و ستم کرے گی۔ جس طرح اس نے کانگریسی وزارتوں کے 1937-39ء کے دور میں کیے تھے۔

نیز یہ کہ اب انگریز حکومت ہندوستان چھوڑ کر رخصت ہونے والی تھی۔ اگر ان حالات میں عبوری حکومت پر کانگرس کی اجارہ داری قائم ہوگئی، تو مسلمانوں کے لیے بے شمار مسائل اٹھ کھڑے ہوں گے، لہٰذا قائدِاعظمؒ نے وائسرائے سے گفت و شنید کے بعد راست اقدام کا فیصلہ واپس لے لیا اور مسلم لیگ نے اعلان کر دیا کہ وہ عبوری حکومت میں شریک ہو کر اپنا سیاسی کردار ادا کرے گی۔

مسلم لیگ کے نامزد وزرا

مسلم لیگ کے مندرجہ ذیل پانچ ارکان نے 26 اکتوبر 1946ء کو بحیثیت وزیر حلف اٹھایا:

1۔ نواب زادہ لیاقت علی خان — وزیر مالیات

2۔ سردار عبدالرب نشتر — وزیر رسل و رسائل

3۔ آئی آئی چندریگر — وزیر تجارت

4۔ راجا غضنفر علی خان — وزیر صحت

5۔ جوگندر ناتھ منڈل — وزیر قانون سازی

اچھوت رہنما جوگندر ناتھ منڈل کو شامل کر کے مسلم لیگ نے ثابت کر دیا کہ وہ اقلیتوں کے حقوق کو کتنی اہمیت دیتی ہے۔

کانگرس کے نامزد وزرا

کانگرس کی طرف سے پنڈت نہرو، راجندر پرشاد، سردار پٹیل، راج گوپال اچاریہ، آصف علی اور جگ جیون رام کو نامزد کیا گیا۔ کانگرس نے ایک مسلمان ابو الکلام آزاد کو کابینہ میں شامل کر کے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ وہ مسلمانوں کی بھی نمائندہ جماعت ہے۔

3 جون 1947ء کا منصوبہ

سوال 12: 3 جون 1947ء کے منصوبے کے پس منظر پر مختصر نوٹ لکھیں۔

جواب: لارڈ ویول کی ناکامی

لارڈ ویول بطور وائسرائے ہند نہ تو ویول پلان کو کامیاب بنا سکا اور نہ ہی کابینہ مشن پلان کو، صرف کانگرس کو خوش کرنے کے لیے کابینہ مشن کے آدھے پلان پر عمل ہو رہا تھا۔ صوبوں کی گروپ بندی چھوڑ کر عبوری حکومت اور آئین سازی کا کام شروع ہوا۔ قائداعظمؒ نے معاہدے کے تحت عبوری حکومت میں تو شمولیت کر لی لیکن آئین سازی کا بائیکاٹ کر دیا، کیونکہ وہ پورے منصوبے کا نفاذ چاہتے تھے۔ اس سے آئین سازی کا عمل جاری نہ رہ سکا۔ آخر حکومت برطانیہ نے تنگ آ کر اس منصوبے کی بجائے ایک نئی راہ اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیا کہ

کسی ''منصوبے'' کو ''تکمیل'' تک لانا نہ ہو ممکن
تو اس کو خوب صورت موڑ دے کر چھوڑنا اچھا

لارڈ ماؤنٹ بیٹن ...... آخری وائسرائے ہند

چنانچہ اقتدار کی منتقلی کے اِن آخری مراحل کو طے کرنے کے لیے، مارچ 1947ء میں لارڈ ویول کی جگہ لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو وائسرائے ہند بنا کر بھیجا گیا۔ چنانچہ برطانوی وزیراعظم لارڈ ایٹلی نے 20 فروری 1947ء کو یہ اعلان کر دیا کہ حکومتِ برطانیہ جون 1948ء تک ہندوستان کو آزاد کر کے اقتدار مقامی سیاسی رہنماؤں کے حوالے کر دے گی۔

سیاسی قائدین سے مذاکرات

آخرکار برطانوی حکومت نے برصغیر سے اپنے اقتدار کو ختم کرنے کی حتمی منصوبہ بندی شروع کر دی۔ برطانوی وزیراعظم نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو خصوصی ہدایات دے کر برصغیر بھیجا تا کہ وہ یہاں اقتدار کی منتقلی کے لیے سیاسی رہنماؤں سے مذاکرات کرے۔ اُس نے آتے ہی مسلم لیگ اور کانگریس کے رہنماؤں سے مذاکرات شروع کر دیے۔ اُس نے دیسی ریاستوں کے نوابوں اور راجاؤں سے بھی ملاقاتیں کیں۔

قائداعظمؒ اور لارڈ ماؤنٹ بیٹن 3 جون 1947ء کو تقسیم کے منصوبے پر تبادلہ خیال کرتے ہوئے

تقسیم کے اصول

لارڈ ماؤنٹ بیٹن اس نتیجے پر پہنچا کہ تقسیم کے علاوہ کوئی حل نہیں ہے۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ تقسیم کے اصول مقرر کیے جائیں۔ کانگریسی رہنما دو قومی نظریے کو حقیقت سمجھنے لگے۔

ماؤنٹ بیٹن کے نہرو خاندان سے مراسم

ماؤنٹ بیٹن اور لیڈی ماؤنٹ بیٹن کے نہرو خاندان سے قریبی مراسم تھے اور وہ ماؤنٹ بیٹن کو اپنا ہمدرد اور دوست سمجھتے تھے۔ کانگریسی لیڈر تقسیم ملک پر رضامند نہ تھے لیکن وائسرائے نے کانگریس کو یہ کہہ کر آمادہ کر لیا کہ مسلمانوں کو ایسا کمزور اور کٹا پھٹا اور لولہ لنگڑا پاکستان دیا جائے گا، جو زیادہ دیر تک نہیں چل سکے گا اور پھر بھارت میں شامل ہونے کے لیے تمھاری منتیں کرے گا۔

لارڈ ماؤنٹ بیٹن کی کانگریسی راہنماؤں کو یقین دہانی

لارڈ ماؤنٹ بیٹن کانگریسی راہنماؤں کو درپردہ یقین دلایا کہ ملک کی تقسیم کانگرس کی مرضی کے مطابق طے کی

جائے گی اور اُن کی شرائط کو اہمیت دی جائے گی۔ اس وجہ سے کانگریس لیڈر تقسیم کی مخالفت سے گریز کرنے لگے۔

منصوبے کی منظوری

کانگرس کی ملی بھگت کے نتیجے میں تیار ہونے والے منصوبے کو لارڈ ماؤنٹ بیٹن منظوری کے لیے برطانیہ لے گیا اور اس کی منظوری حاصل کر لی۔ ماؤنٹ بیٹن نے اپنا یہ وعدہ پورا کر دکھایا لیکن اللہ کے فضل و کرم سے پاکستان قائم ہے اور انشاءاللہ قائم رہے گا۔

کُل جماعتی کانفرنس کا انعقاد

لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے برطانیہ سے واپس آ کر ایک کُل جماعتی کانفرنس کا انعقاد کیا۔ جس میں اُس نے برصغیر کی بڑی سیاسی جماعتوں مسلم لیگ اور کانگرس کے راہنماؤں کو شرکت کی دعوت دی۔

کُل جماعتی کانفرنس کے راہنما

اس کُل جماعتی کانفرنس میں قائداعظمؒ، لیاقت علی خاں، سردار عبدالرب نشتر، پنڈت نہرو، سردار پٹیل، اچاریہ کرپلانی اور بلدیو سنگھ نے شرکت کی۔ وائسرائے ہند لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے کانفرنس میں تقسیم کے منصوبے کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کی۔ بعدازاں ہر جماعت کے لیڈروں سے علیحدہ علیحدہ گفت و شنید کی۔

کانفرنس کا دوسرا اجلاس

3 جون، 1947ء کو کانفرنس کا دوسرا اجلاس منعقد ہوا اور تمام سیاسی راہنماؤں نے اس منصوبے کو منظور کر لیا۔ اگرچہ تقسیم کے اس منصوبے میں مسلمانوں سے وعدہ خلافی کی گئی تھی اور کانگرس راہنماؤں کو خوش کرنے کے لیے منصوبے میں مسلمانوں سے ناانصافی کی گئی تھی لیکن قائداعظمؒ نے نہ چاہتے ہوئے بھی اس منصوبے کو قبول کر لیا۔ دونوں بڑی جماعتوں مسلم لیگ اور کانگرس کے نمائندوں نے ریڈیو پر پُرجوش تقریریں کیں۔ قائداعظمؒ نے اپنی تقریر کا اختتام پاکستان زندہ باد کے نعرے پر کیا۔

سوال 14: 3 جون 1947ء کے منصوبے کے اہم نکات کیا تھے؟ اور ان پر کس طرح عمل درآمد ہوا؟

جواب: 3 جون 1947ء کے منصوبے کے اہم نکات

قائداعظمؒ کا دو مملکتوں کا اصولی موقف تسلیم کر کے بالآخر انگریز حکومت نے تقسیمِ ملک کا فیصلہ کر لیا اور صوبوں کی تقسیم اور ریاستوں کے الحاق وغیرہ کے متعلق طریقۂ کار طے کر لیا گیا 3 جون کے منصوبے کے اہم نکات مندرجہ ذیل تھے:

1- صوبہ پنجاب اور صوبہ بنگال

صوبہ پنجاب اور بنگال کی صوبائی اسمبلیوں کی مسلم اکثریت اور غیر مسلم اکثریت کے اضلاع کے نمائندے کثرت رائے سے یہ فیصلہ کریں گے کہ وہ اپنے صوبوں کی تقسیم چاہتے ہیں کہ نہیں۔ اگر کسی ایک گروپ نے بھی تقسیم کے حق

3 جون 1947ء کے منصوبے پر عمل

صوبہ پنجاب کی تقسیم

صوبہ پنجاب کی صوبائی اسمبلی کے ارکان کی اکثریت نے پاکستان کے حق میں ووٹ دیا۔ چنانچہ صوبہ پنجاب کو تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس مقصد کے لیے ایک انگریز وکیل ریڈکلف کی سربراہی میں ایک کمیشن قائم کیا گیا۔ کمیشن میں کانگرس اور مسلم لیگ کی طرف سے دو دو ارکان شامل تھے۔ مسلمانوں کی طرف سے دو مسلم جج جسٹس شاہ دین اور جسٹس محمد منیر اور کانگرس کی طرف سے دو غیر مسلم جج جسٹس مہر چند مہاجن اور جسٹس تیجا سنگھ کمیشن کے رکن مقرر کیے گئے۔ ریڈکلف ایک بے حد بددیانت شخص تھا۔ اُس نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے زیرِ اثر صوبے کی تقسیم میں غیر منصفانہ فیصلے کیے۔ اس نے تمام فیصلے کانگرس کی مرضی کے مطابق کیے اور کئی مسلم اکثریت والے علاقے ہندوستان میں شامل کر دیے۔ مثلاً ضلع گورداسپور بھاری مسلم اکثریت والا ضلع تھا۔ لیکن ریڈکلف نے انتہائی بے ایمانی سے کام لیتے ہوئے اُس کی تین تحصیلیں بھارت میں شامل کر دیں۔ ضلع فیروز پور اور ضلع جالندھر کے مسلم اکثریت والے علاقے پاکستان میں شامل نہ کیے اور مادھو پور ہیڈ ورکس بھی بھارت کو دے دیا۔

قائدِاعظمؒ انتہائی بااصول آدمی تھے۔ وہ چونکہ ریڈکلف کو ثالث مان چکے تھے اس لیے انھوں نے اس فیصلے کو غلط اور ظالمانہ سمجھنے کے باوجود تسلیم کر لیا۔

(i) صوبہ بنگال کی تقسیم

صوبہ بنگال کی تقسیم کے لیے ایک حد بندی کمیشن بنایا گیا۔ جس کا سربراہ بھی سر ریڈکلف تھا۔ کمیشن میں مسلمانوں کی جانب سے جسٹس ابو صالح محمد اکرم اور جسٹس ایس۔ اے۔ رحمان جبکہ غیر مسلموں کی طرف سے جسٹس سی۔ سی۔ بسواس اور جسٹس بی۔ اے۔ مکرجی شامل تھے۔ بنگال کے مسلم اور غیر مسلم اکثریتی علاقوں کی حد بندی کی گئی تو وہاں بھی پنجاب کی طرح بے ایمانی سے کام لیا گیا اور کئی مسلم اکثریتی علاقے بھارت کے حوالے کر دیے گئے۔ مسلم اکثریتی اضلاع جن میں کلکتہ، مرشد آباد اور رندیا کے علاقے بھارت کو سونپ دیے گئے۔ البتہ صوبہ بنگال کا مشرقی حصہ پاکستان میں شامل کر دیا گیا۔

(ii) شمال مغربی سرحدی صوبہ (صوبہ خیبر پختونخوا)

شمال مغربی سرحدی صوبہ (صوبہ خیبر پختونخوا) میں ریفرنڈم کروایا گیا۔ عوام کی اکثریت نے پاکستان میں شامل ہونے کے حق میں رائے دی۔ اس صوبے میں آل انڈیا مسلم لیگ کو تاریخ ساز کامیابی حاصل ہوئی۔ مسلم لیگی راہنماؤں سردار عبدالرب نشتر، خان عبدالقیوم خاں اور پیر مانکی شریف نے صوبے بھر میں طوفانی دورہ کیا جس کے

بہت اچھے نتائج نکلے۔اس طرح شمال مغربی سرحدی صوبہ (صوبہ خیبر پختونخوا) پاکستان میں شامل ہو گیا۔

(iii) سندھ کی تقسیم

سندھ اسمبلی کے ارکان نے بھاری اکثریت سے پاکستان میں شامل ہونے کے لیے ووٹ دیا اس طرح سندھ کو بھی پاکستان میں شامل کر دیا گیا۔

(iv) بلوچستان کی تقسیم

کوئٹہ میونسپلٹی کے ممبران اور شاہی جرگے نے اتفاق رائے سے قائداعظمؒ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے پاکسان میں شامل ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ قاضی محمد عیسیٰ، نواب محمد خاں جوگیزئی اور میر جعفر خاں جمالی نے پاکستان کے حق میں زبردست تحریک چلائی۔نواب آف قلات کی بھرپور حمایت سے بلوچستان پاکستان میں شامل ہو گیا۔

(v) ضلع سلہٹ

ضلع سلہٹ میں پاکستان میں شمولیت کے لیے ریفرنڈم کرایا گیا۔مسلم لیگ نے اس تحریک میں بھرپور مہم چلائی۔ تحریک پاکستان میں مولانا بھاشانی، چودھری فضل القادر اور عبدالصبور خاں جیسے راہنماؤں نے دن رات محنت کی۔عوام نے استصواب رائے میں پاکستان کے حق میں فیصلہ دیا اور اس طرح سلہٹ پاکستان کا حصہ بن گیا۔

(vi) غیر مسلم اکثریتی ریاستیں

آسام، یو۔پی، سی۔پی، مدراس، بمبئی (ممبئی)، بہار اور اڑیسہ کی ریاستوں میں غیر مسلموں کی تعداد مسلمانوں سے زیادہ تھی۔لہٰذا ان ریاستوں کو ہندوستان میں شامل کر دیا گیا۔

(vii) دیسی ریاستیں

برصغیر میں دیسی ریاستوں کی تعداد 635 تھیں ان ریاستوں کے حاکم نواب اور راجا تھے۔ان ریاستوں کے حکمرانوں نے اپنے حالات کو مدِنظر رکھتے ہوئے ازخود پاکستان اور بھارت سے الحاق کر لیا۔ریاست جموں و کشمیر، ریاست حیدرآباد دکن، ریاست جوناگڑھ، منگرول اور ریاست مناوادر کا کسی ملک سے الحاق کا فیصلہ نہ ہو سکا۔بعد ازاں بھارت نے فوج کشی کر کے ان ریاستوں پر قبضہ جما لیا۔ریاست جموں و کشمیر میں مسلمانوں کی اکثریت تھی باقی ریاستوں میں مسلمانوں کی تعداد کم تھی اس لیے پاکستان نے صرف مسلم اکثریتی ریاست جموں و کشمیر کے پاکستان میں شمولیت کے لیے آواز بلند کی۔ پاکستان کا مؤقف تھا کہ ریاست جموں و کشمیر کے عوام کے حق خود ارادیت کا احترام کیا جائے اور ریاست کے مستقبل کا فیصلہ اُن کی مرضی سے کیا جائے۔انشاءاللہ کشمیر آزاد ہو کر پاکستان سے الحاق کر لے گا کیونکہ

کشمیر کو سب اہلِ جہاں کہتے ہیں جنت
جنت کسی کافر کو ملی ہے نہ ملے گی

Written/Composed by: - **SHAHZAD IFTIKHAR** Contact # **0313-5665666**
Website: **www.downloadclassnotes.com** , E-mail: **raoshahzadiftikhar@gmail.com**

تقسیم اور تخلیق پاکستان 1947

سوال 15: قانونِ آزادیٔ ہند کی اہمیت پر نوٹ لکھیں۔

جواب: قانونِ آزادیٔ ہند کی منظوری

18 جولائی 1947ء کو برطانوی پارلیمنٹ نے ہندوستان کو تقسیم کرنے کا قانون منظور کیا۔ جو "قانونِ آزادیٔ ہند" کہلایا۔ یہ قانون 3 جون 1947ء کے منصوبے کے تحت تیار کیا گیا تھا اس قانون کے تحت پاکستان اور ہندوستان دنیا کے نقشے پر نمودار ہوئے۔ 14 اگست 1947ء کو پاکستان دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت کے روپ میں دنیا کے نقشے پر ابھرا اور 15 اگست 1947ء کو بھارت کی آزادی کا اعلان کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور قائداعظمؒ جیسے بے لوث راہنماؤں کی جدوجہد سے پاکستان دُنیا کے نقشے پر اُبھرا اور یوں علامہ محمد اقبالؒ کا خواب شرمندۂ تعبیر ہوا۔ پاکستان ہندوؤں کی بے شمار مخالفتوں کے باوجود دُنیا کے نقشے پر چاند بن کر اُبھرا۔ ماشاء اللہ روز بروز ترقی کی منزلیں طے کر رہا ہے اور انشاء اللہ قیامت تک قائم رہے گا۔

ہندوستان میں انگریز نوآبادیاتی نظام

(British Colonialism in India)

سوال 16: ہندوستان میں انگریز نوآبادیاتی نظام کا حال بیان کیجیے۔

جواب: (i) نوآبادیاتی نظام

یورپی اقوام نے ایشیا اور افریقہ کے کئی ملکوں پر اپنا اقتدار قائم کر کے ایک نیا نظام قائم کیا اِس نظامِ حکومت کو نوآبادیاتی نظام کہتے ہیں۔ غیر ملکی حکمرانوں کے مفادات کی حفاظت اور فروغ کے لیے نوآبادیاتی نظام قائم کیا جاتا ہے۔

نوآبادیاتی نظام قائم کرنے کا مقصد

نوآبادیاتی نظام کے قائم کرنے کا بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ دوسرے ملکوں پر اپنا اقتدار قائم کر کے وہاں کے وسائل کو اپنے استعمال میں لایا جائے۔ یورپی اقوام نے ان ممالک کو اپنے تیار کردہ سامان کی کھپت کے لیے منڈی کے طور پر استعمال کیا اور ان علاقوں کی ترقی کے لیے کوئی کام نہیں کیا۔ جس سے عام آدمی کی اقتصادی حالت بہت خراب ہوگئی۔

www.downloadclassnotes.com

(ii) واسکوڈے گاما کی جنوبی برصغیر کی بندرگاہ کالی کٹ آمد

واسکوڈے گاما ایک پرتگالی جہاز ران تھا۔ وہ 1948ء میں راس اُمید کا چکر لگا کر مشرقی افریقہ کے ساحل پر پہنچا۔ وہاں سے وہ جنوبی برصغیر کی بندرگاہ کالی کٹ ایک عرب جہاز ران کی مدد سے پہنچا۔ کالی کٹ کے ہندو راجا نے پرتگالی جہاز رانوں کی خوب خاطر تواضع کی اور تجارتی مراعات دیں۔ پرتگالیوں نے برصغیر میں آباد ہونا شروع کر دیا اور قلعہ بندیاں کر کے لوٹ کھسوٹ شروع کر دی۔

یورپی اقوام کی دوسرے براعظموں میں آمد

پرتگالیوں کو دولت سمیٹتے دیکھ کر یورپ کی دوسری اقوام مثلاً ولندیزی، ہسپانوی، فرانسیسی اور انگریزوں کی بھی دوسرے براعظموں میں آمد شروع ہوگئی۔ یہ یورپی اقوام تجارت کی غرض سے برصغیر آئی تھیں۔ مگر انھوں نے مقامی آبادیوں کو لوٹا پھر آہستہ آہستہ قلعہ بندیاں کر کے اپنے قدم مضبوطی سے جمانے شروع کر دیے اور انھوں نے اپنی نوآبادیات قائم کرلیں۔ اس طرح افریقہ اور ایشیا کے مسلمانوں کی غلامی کا دور شروع ہوا۔

(iii) برصغیر میں نوآبادتی نظام

واسکوڈے گاما کی برصغیر میں آمد کے بعد یورپی تاجر یہاں آنا شروع ہوگئے۔ سولھویں صدی عیسوی میں برصغیر کے مقامی حکمرانوں کی فوجی قوت بہت کمزور تھی اور یہ آپس میں اختلافات کا شکار تھے اس بنا پر پُرتگالیوں نے گوا (بھارت) اور قرب و جوار کے ساحلی علاقوں پر قبضہ کرلیا۔ مقامی حکمران پُرتگالیوں کی سازشوں کا مقابلہ نہ کر سکے۔ پُرتگالیوں نے ان علاقوں کے باشندوں پر بہت ظلم و ستم کیے اور لوٹ مار شروع کر کے خوب دولت اکٹھی کی۔

(iv) فرانسیسیوں کی تجارت کی غرض سے برصغیر آمد

پُرتگالیوں کی طرح یورپ کی کئی دوسری اقوام نے بھی برصغیر سے تجارت شروع کر دی۔ جن میں انگریز اور فرانسیسی قابلِ ذکر ہیں۔ فرانسیسی بھی تجارت کی غرض سے برصغیر میں وارد ہوئے انھوں نے پانڈی چری (بھارت) کے ساحلی علاقے میں قدم جمانے شروع کر دیے اور انگریزوں کی طرح قلعہ بندیاں قائم کر کے مختلف علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ فرانسیسی برصغیر میں انگریزوں کا مقابلہ نہ کر سکے۔ انگریزوں نے مقامی حکمرانوں کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے برصغیر کے بیشتر علاقوں پر قبضہ کرلیا اور فرانسیسیوں کو برصغیر سے نکال دیا اور وہ اپنے اقتدار کو تیزی سے پروان چڑھنے لگے۔

(v) برطانوی نوآبادیاتی نظام

برطانیہ کی ایسٹ انڈیا کمپنی نے مغل بادشاہ جہانگیر اور شاہ جہاں سے برصغیر میں تجارت کرنے کی اجازت حاصل کی اور اس نے (سورت) کے مقام پر ایک تجارتی کوٹھی قائم کی۔ بعد میں انھوں نے چنائی (بھارت) کے ساحل پر مزید تجارتی کوٹھیاں قائم کرلیں۔

www.downloadclassnotes.com

انگریزوں کے نوآبادیاتی اقتدار میں اضافہ

اٹھارھویں اور انیسویں صدی میں انگریزوں نے مقامی حکمرانوں کی ناچاقی اور کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے برصغیر کے بیشتر علاقوں پر قبضہ کرلیا۔

جنگ پلاسی

برصغیر میں انگریزوں کے نوآبادیاتی اقتدار میں تیزی سے اضافہ جنگِ پلاسی سے ہوا۔ 1757ء کی جنگ پلاسی میں انگریزوں نے میر جعفر کو اپنے ساتھ ملا کر بنگال کے حکمران نواب سراج الدولہ کو شکست دی اور بنگال پر عملاً اُن کا قبضہ ہوگیا۔

بکسر کی لڑائی

1764ء میں جنگ پلاسی میں انگریزوں نے شاہ عالم ثانی اور میر قاسم کو شکست دے کر اودھ اور بنگال پر مکمل قبضہ کر لیا۔

(vii) حیدر علی کی انگریزوں کے خلاف جدوجہد

میسور کی طاقت ور مسلمان ریاست کے حکمران حیدر علی نے انگریزوں کی بڑھتی ہوئی قوت کا بڑی بہادری سے مقابلہ کیا۔ حیدر علی کے انتقال کے بعد اُن کے بیٹے سلطان فتح علی خاں ٹیپو نے انگریزوں کے خلاف جدوجہد مرتے دم تک جاری رکھی۔

میسور کی چوتھی لڑائی میں ٹیپو سلطانؒ کی شہادت

انگریزوں نے نظام حیدرآباد اور مرہٹوں سے سازشیں کر کے 1799ء میں میسور کی چوتھی لڑائی میں سلطان ٹیپوؒ کو شہید کر دیا۔ انگریزوں نے سلطان ٹیپوؒ کی شہادت کے بعد نہ صرف میسور کے علاقے پر قبضہ کرلیا بلکہ اُن کا اقتدار برصغیر کے دوسرے علاقوں تک پھیل گیا۔ انگریز انیسویں صدی عیسوی کے وسط تک برصغیر کے مغربی علاقوں پنجاب اور سرحد (خیبر پختونخوا) تک قابض ہو چکے تھے۔

ے مسلمانوں کی باہم کشمکش سے
قدم انگریز نے آ کر جمائے

(viii) برصغیر میں برطانوی نوآبادیاتی نظام کا خاتمہ

برصغیر کے باشندوں نے اپنی آزادی اور خودمختاری بحال کرنے کے لیے 1857ء میں انگریزوں کے خلاف

www.downloadclassnotes.com

جدوجہد کرکے اُن کی حکومت ختم کرنے کی کوشش کی۔ مگر ان کی کمزور منصوبہ بندی، تنظیم کے فقدان اور محدود وسائل کی وجہ سے کامیابی حاصل نہ ہوسکی۔ اس طرح برصغیر کو حکومت برطانیہ کے براہِ راست کنٹرول میں دے دیا گیا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کو 1858ء میں ختم کردیا گیا۔ برصغیر میں حکومت برطانیہ کا نوآبادیاتی نظام 1947ء تک قائم رہا۔ 14 اگست، 1947ء کو برصغیر میں برطانوی حکومت کا خاتمہ ہوا۔ اس طرح پاکستان اور بھارت دو آزاد ممالک کے طور پر دنیا کے نقشے پر اُبھرے۔

انگریزوں کی حکمت عملی

1- برصغیر سے خام مال کی فراہمی

برطانیہ میں صنعتی اداروں کے لیے برصغیر سے خام مال کی فراہمی۔

2- برطانوی معیشت کو مضبوط کرنا

دنیا میں اپنی معاشی طاقت کو منوانے کے لیے برطانوی معیشت کو مضبوط کرنا۔

3- برصغیر میں برطانوی اشیا کی فروخت

برطانوی صنعتی اداروں کی تیار شدہ اشیا کی کھپت کے لیے برصغیر کو ایک بڑی منڈی کے طور پر استعمال کرنا۔

4- انگریزوں کو بطور برتر قوم روشناس کرانا

دنیا بھر میں برطانیہ کو ایک بڑی فوجی طاقت کے طور پر منوانا اور انگریزوں کو ایک برتر قوم کے طور پر روشناس کرانا۔

5- برصغیر میں اپنے اقتدار کو طول دینا

تقسیم کرو اور حکومت کرو کے فارمولے کے تحت مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان اختلافات پیدا کرکے اپنے اقتدار کو بڑھانا۔

سوال 17: قیامِ پاکستان میں قائداعظمؒ کا کردار بیان کیجیے۔

جواب: قیامِ پاکستان میں قائداعظمؒ کا کردار

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پر روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

قائداعظمؒ کی شخصیت

قائداعظم محمد علی جناحؒ نہایت مخلص اور پرعزم قائد تھے۔ آپؒ کی ولولہ انگیز قیادت میں جنوبی ایشیا کے مسلمانوں نے

www.downloadclassnotes.com

آزادی کے حصول کے لیے جدوجہد کی۔ قائداعظمؒ نے انگریزوں اور ہندوؤں کو تقسیمِ ہند کے لیے مجبور کر دیا۔ اس طرح مسلمانوں کا علیحدہ وطن پاکستان قائم ہوا۔

پیدائش

قائداعظم محمد علی جناحؒ 25 دسمبر 1876ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کے والد پونجا جناح کاروبار کرتے تھے۔

تعلیم

قائداعظم محمد علی جناحؒ نے ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ آپؒ کو دس سال کی عمر میں سندھ مدرسہ ہائی سکول کراچی میں داخل کروا دیا گیا۔ آپؒ 1892ء میں میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لیے انگلستان تشریف لے گئے۔ آپؒ نے لنکن اِن کالج لندن سے قانون کا امتحان پاس کیا۔ آپؒ نے 1896ء میں واپس آ کر بمبئی میں قانون کی پریکٹس شروع کر دی اور جلد ہی چوٹی کے وکیل بن گئے۔

سیاست میں حصہ

قائداعظمؒ نے سیاست میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ آپؒ کانگرس اور انجمن اسلام بمبئی کے اجلاسوں میں شرکت کرتے تھے۔ آپؒ نے 1906ء میں کانگرس اجلاس کلکتہ میں بمبئی کے مسلمانوں کے نمائندے کی حیثیت سے شرکت کی۔ آپؒ ہندو مسلم اتحاد کے زبردست حامی تھے۔

مسلم لیگ میں شمولیت

قائداعظمؒ نے 1913ء میں سید وزیر حسن اور مولانا محمد علی جوہر کے کہنے پر کانگریس کو خیر باد کہہ کر مسلم لیگ کی رکنیت اختیار کی۔ قائداعظمؒ کے مسلم لیگ میں شامل ہونے سے اس میں ایک نئی زندگی آ گئی۔ قائداعظمؒ نے اپنی اعلیٰ سیاسی بصیرت اور قیادت سے مسلم لیگ کو مسلمانوں کی فعال جماعت بنا دیا اور برطانوی استعمار کی جڑیں ہلا کر رکھ دیں۔

وفات

قائداعظمؒ پاکستان کے پہلے گورنر جنرل بنے۔ آپ پاکستان کو ایک فلاحی ملک بنانے کا عزم رکھتے تھے مگر زندگی نے مہلت نہ دی اور آپ 11 ستمبر 1948ء کو کراچی میں اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' آپؒ کراچی میں دفن ہوئے۔

-1 قائداعظمؒ بطور سفیرِ امن

قائداعظمؒ کی کوشش سے 1916ء میں میثاق لکھنؤ کی دستاویز تیار کی گئی۔ جس کے تحت مسلمانوں اور ہندوؤں دونوں قومیں متحد ہو گئیں۔ میثاق لکھنؤ کے تحت قائداعظمؒ نے مسلمانوں کے لیے ہندوؤں سے جداگانہ انتخاب کا حق تسلیم کرا لیا اور یوں آپؒ نے ''سفیرِ امن'' کا خطاب پایا۔

www.downloadclassnotes.com

-2 برطانیہ میں نئی آئینی دستوری اصلاحات

قائداعظمؒ نے 1913ء میں ہندو راہنما گوکھلے کی مدد سے برطانیہ میں نئی آئینی اصلاحات کے نفاذ کا مطالبہ کیا۔ پھر اس کے بعد 1919ء کی مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات کے لیے قائداعظمؒ کی کوششوں کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔

-3 رولٹ ایکٹ 1919ء

سر سڈنی رولٹ نے 1919ء میں رولٹ ایکٹ کے نام سے ایک ایکٹ پاس کیا اس ایکٹ کے تحت انتظامیہ کو لامحدود اختیارات حاصل تھے۔ شہریوں کے بنیادی حقوق پامال کیے گئے تھے۔ ہندوستانی شہریوں پر طرح طرح کے ظلم توڑنے شروع کر دیئے تو مسٹر جناح نے اس ایکٹ کی سخت مخالفت کی اور اسے کالا قانون قرار دیا اور بطور احتجاج کونسل کی رکنیت سے استعفیٰ دے دیا۔ قائداعظمؒ نے حکومتِ برطانیہ سے کہا کہ جو قوم امن کے زمانے میں کالے قانون بناتی ہے وہ مہذب قوم نہیں ہو سکتی۔

-4 قائداعظمؒ کی ہندو مسلم اتحاد کی کوشش

قائداعظمؒ نے ہندو مسلم اتحاد کی خاطر 1927ء میں تجاویزِ دہلی میں جداگانہ انتخاب کے حق سے دستبردار ہو کر کانگرس سے تعاون کرنے کا عندیہ دیا جو پایۂ تکمیل تک نہ پہنچ سکا۔ دہلی تجاویز کا ابتدا میں کانگریس نے خیر مقدم کیا۔ مگر نہرو رپورٹ میں ان تجاویز کا جو حشر ہوا۔ اس نے ہندو مسلم اتحاد کے خواب کو منتشر کر دیا اور قائداعظمؒ کو کہنا پڑا کہ "اب ہمارے اور ان کے راستے جدا جدا ہو گئے ہیں"۔

-5 نہرو رپورٹ 1928ء اور قائداعظمؒ کے چودہ نکات

نہرو کمیٹی نے مسلمانوں کے مسائل کے وجود ہی سے انکار کر دیا۔ یہ رپورٹ اگست 1928ء میں شائع کر دی گئی۔ نہرو رپورٹ میں مسلمانوں کے تمام مطالبات کو مسترد کر دیا گیا۔ مسلم لیگ نے نہرو رپورٹ کے جواب میں قائداعظمؒ کے چودہ نکات پیش کیے۔ اس طرح دونوں جماعتوں کے موقف جدا جدا ہو گئے۔ جس سے مسلمانوں کی منزل متعین ہو گئی۔

-6 گول میز کانفرنسیں 1930-31ء

پہلی گول میز کانفرنس 12 نومبر 1930 کو شروع ہوئی اور 19 جنوری 1931 کو ختم ہوئی۔ 1930ء میں حکومت برطانیہ نے گول میز کانفرنس بلائی تو محمد علی جناحؒ نے مسلمانوں کے نمائندے کی حیثیت سے اس میں شرکت کی لیکن کانفرنس ناکام ہو گئی کیونکہ ہندو چاہتے تھے کہ حکومت کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں ہو اور مسلمان ان کے محکوم بن کر رہیں۔ آپؒ نے ان کانفرنسوں میں شرکت کر کے مسلمانوں کے قومی تشخص کو برقرار رکھا۔

7- مسلم لیگ - 1935-36ء

تحریک خلافت کے بعد مسلم سیاست میں بے حسی اور مایوسی پھیل گئی تھی۔ 1935-36ء میں ایک طرف مسلم لیگ مردہ ہو چکی تھی دوسری طرف ہندو فرقہ پرست بہت تیز ہو گئے تھے۔ قائداعظمؒ نے مسلم لیگ کو دوبارہ زندہ کیا اور ہندو مسلم اتحاد کی بھرپور کوشش شروع کردی۔ آپؒ نے مسلم لیگ کو متحرک کر کے تحریک آزادی کو آگے بڑھایا۔

8- کانگرسی وزارتوں کی تشکیل اور یوم نجات

1937ء میں کانگرس نے انتخابات میں کامیابی حاصل کی اور اُس نے 11 میں سے 7 صوبوں میں اپنی وزارتیں قائم کیں۔ کانگرسی دورِ حکومت میں مسلمانوں کو معاشرتی اور سیاسی لحاظ سے ختم کرنے کی کوششیں گئیں۔ قائداعظمؒ نے اپنی سیاسی بصیرت سے اِن سازشوں کا جواں مردی سے مقابلہ کیا اور بالآخر کانگرس نے برطانوی حکومت کو بلیک میل کرنے کی غرض سے وزارتوں سے استعفٰی دے دیا۔ قائداعظمؒ کی اپیل پر مسلمانوں نے 22 دسمبر، 1939ء کو یوم نجات منایا۔ یوم نجات کے اعلان اور اُس پر عوام کے ردِّعمل نے ثابت کر دیا کہ کانگرس ہندوستان کی نمائندگی کا جو دعویٰ کرتی ہے وہ سراسر باطل ہے۔

9- قائداعظمؒ بطور متفقہ لیڈر

اکتوبر 1937ء میں لکھنؤ میں مسلم لیگ کا اجلاس منعقد ہوا جس میں قائداعظمؒ کو متفقہ طور پر مسلمانوں کا لیڈر تسلیم کر لیا گیا جس کے بعد قائداعظمؒ نے مسلم لیگ کو متحرک کرنے کے لیے ملک بھر میں ہنگامی دورے کیے۔

10- قائداعظمؒ اور دوقومی نظریہ

قائداعظمؒ نے 1940ء میں منٹو پارک (موجودہ اقبال پارک) میں مسلم لیگ کے اجلاس میں اپنے خطاب میں دو قومی نظریے کی خوب وضاحت کی، آپؒ نے فرمایا کہ برصغیر میں اسلام اور ہندومت دو الگ الگ مذہب ہیں اور مسلمان ایک اقلیت نہیں بلکہ ایک الگ قوم ہیں۔ یہی دوقومی نظریہ پاکستان کی بنیاد بنا۔

11- قائداعظمؒ کی مفاہمتی کوششیں

قائداعظمؒ نے 1940ء سے 1945ء کے درمیانی عرصہ میں ایک طرف حکومت برطانیہ اور سیاسی جماعتوں کے درمیان اور دوسری طرف مسلم لیگ اور کانگرس کے درمیان مفاہمت اور ہندو مسلم اتحاد کے لیے کئی کوششیں کیں اس مقصد کے لیے آپؒ نے کرپس مشن، جناحؒ، گاندھی مذاکرات اور شملہ کانفرنس میں شرکت کی۔

12- انتخابات 1945-46ء

قائداعظمؒ نے الیکشن کے دوران پورے ہندوستان کے دورے کیے مسلم لیگ کے مقاصد اور قیامِ پاکستان کی

www.downloadclassnotes.com

ضرورت سے لوگوں کو آگاہ کیا۔ خواتین، طلبا، علماء اور دیگر لوگوں نے قائداعظمؒ کا بھرپور ساتھ دیا۔ آپؒ کی انتھک محنت اور کوشش سے 1945-46ء کے مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات میں مسلم لیگ نے بے مثال کامیابی حاصل کی۔ مسلم لیگ نے "مطالبۂ پاکستان" کو بنیاد بنا کر انتخابات میں حصہ لیا آپؒ نے انگریزوں اور ہندوؤں کی سازشوں کا خاتمہ کر دیا۔

قیامِ پاکستان

آخرکار لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے 3 جون، 1947ء کو تقسیم کا منصوبہ پیش کر کے قیامِ پاکستان کی حامی بھر لی اور 14 اگست، 1947ء کو پاکستان دنیا کے نقشے پر نمودار ہوا۔

ہم لائے ہیں طوفان سے کشتی نکال کے
اس دیس کو رکھنا مرے بچو سنبھال کے

www.downloadclassnotes.com